اشتہار

تدبیر

وجود انسان سے نیچر کی کیا غرض ہے۔ سوشل اور مارل مسائل
کسکو کہتے ہیں۔ تہذیب اور شائستگی کیونکر حاصل ہوسکتی ہے
طرز اخلاق و طریق تمدن کا کس طرح برتاؤ کرنا چاہیے انسان اشرف
المخلوقات کن وجوہ سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ آدمی کو سچی شرافت
اور حقیقی فضیلت کے حاصل کرنے میں کس قسم کی کوشش کرنی چاہیے۔
اگر آپ ان امور سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو تدبیر جو ایک اعلی
درجہ کی انگریزی کتاب موسومہ کیریکٹر مصنفہ مسٹر اسمائل کا ترجمہ ہے منگا کر
ملاحظہ فرمائیے یہ کتاب ۱۳ جزو کی ہے عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپی ہے
قیمت فی جلد (عہ) روپیہ بلا محصول

المشتہر

سید مرتضیٰ ۔ کورٹ انسپکٹر ریاست رامپور

دیباچہ از مترجم

میں نے اس چھوٹی کتاب کا بزبان اردو انگریزی سے ترجمہ کیا ہے تاکہ ہندوستان کے وہ صاحبان اسلام جو زبان انگریزی سے ناواقف ہیں اس رسالہ کے مضامین سے واقف ہو جائیں اور ان پر واضح ہو جائے کہ ممالک مغربی میں اسلام کی عظمت جلالت کہاں تک جلوہ افروز ہے - میں خیال کرتا ہوں کہ مذہب اسلام کا یہ ایک جدید معجزہ ہے کہ ممالک مغربی کے رہنے والوں کو جنکا مذہب مدت سے مسیحی ہے اس امر کا شوق پیدا ہوا ہے کہ مذہب اسلام کی تحقیق کیجائے اور اسکے سچے اصول پر انصافاً نظر ڈالی جائے - مینے ترجمہ کرنے میں اس امر کا لحاظ رکھا ہے کہ الفاظ و عبارت سلیس و بامحاورہ ہوں لیکن چونکہ اصل کتاب کا لٹریچر نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے اور دقیق بھی ہے اسوجہ سے اگر میری عبارت میں کوئی پیچیدگی ہو گئی ہو تو میں امید کرتا ہوں کہ ناظرین باتمکین معاف فرمائیں گے -

اصل کتاب میں ہر باب کے شروع میں آیات قرآنی بزبان انگریزی مندرج ہیں مینے بجائے اسکے کہ ان آیات کا اردو ترجمہ کیا جاتا اصل آیات عربی معہ حوالہ سورۃ و پارہ لکھدیں - اخیر میں مجھکو یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ رسالہ میرے دوست منشی شرف الدین احمد خان نے باجازت مصنف مجھے ترجمہ کے واسطے دیا اور میں احسانمندی کے ساتھ اپنے لائق دوست کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں - راقم خاکسار سید محمد مرتضیٰ

فہرست مضامین

اسلام

جسکو

جناب سید محمد مرتضیٰ صاحب کورٹ انسپکٹر ریاست رامپور نے

انگریزی کتاب موسومہ بہ اسلام ان امریکا مصنفہ مسٹر محمد الکزنڈر

رسل وب سے حسب فرمایش عالی جناب سید محمد حسن صاحب

ڈپٹی کلکٹر بدایون کے

ترجمہ کیا

اور

مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد میں منشی ابن علی مہتمم کے اہتمام سے چھپا

فروری سنہ ۱۸۹۶ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر حالات مصنف

چھیالیس برس گذرے کہ الگزنڈر رسل وب بمقام ہڈسن[1] پیدا ہوا تھا
اس کا باپ پچیس برس تک ہڈسن ڈیلی اسٹار کا اڈیٹر ومہتمم رہا
اور اوس کا بھائی اڈورڈ سی وب سین فرانسسکو[3] مین ایک مشہور ومعروف
طبیب تھا۔ الگزنڈر رسل وب نے امریکہ و نیویارک[2] کے مدارس مین تعلیم
حاصل کی۔ ابھی اسکی عمر پوری سولہ برس کی بھی نہوئی تھی کہ اس کی طبیعت
مین زباندانی کا مذاق پیدا ہوگیا اور اسی اثنا مین صدہا مضامین وقصص
اس نے لکھ ڈالے۔
۱۸۷۳ء مین مسٹر وب نے بمقام یونین[4] وائیل مسوری ریپبلکن[5] خرید کیا اور

۱؎ امریکہ مین ایک شہر ہے ۱۸۳۷ء مین اسکی بنیاد قایم ہوئی ۹۰۰۰ مردم شماری ہے۔
۲؎ امریکہ مین ایک شہر ہے ۱۲۰۶۶۰۰ مردم شماری ہے یہان متعدد کالج وکتب خانے ہین چنانچہ ایک
کالمبیا کالج ہے جو ۱۷۵۴ء مین قایم ہوا اوسکے متعلق ایک عجائب خانہ ہے اور اوس کے کتب خانہ مین
۰۰۰ کتابین ہین۔ نیویارک مین جو یونیورسٹی ہے اوسکی عمارت انگریزی قطع کی سنگ مرمر کی ہے اور
وہان ایک طبی مدرسہ بھی ہے۔ اسٹرفری لائبریری مین ۱۴۰۰۰۰ کتابین ہین۔ متعلق بہ تجارت جو کتب خانہ
ہے اوس مین ۱۱۶۰۰۰ کتابین ہین۔ سوسائٹی لائبریری مین ۶۰۵۰۰ کتابین ہین۔ ہسٹاریکل سوسائٹی یعنے
جلسہ علم تاریخ مین ۹۰۰۰۵ کتابین ہین مختلف اقسام کی ۴۴ مدارس ہین۔
۳؎ سین فرانسسکو امریکہ کے ایک شہر کا نام ہے ۲۳۰۰۰۰ مردم شماری ہے۔ (من مترجم)
۴؎ ایک شہر کا نام ہے۔ ۵؎ ایک اخبار کا نام ہے۔

تین برس تک جاری رکھا۔ چونکہ وب کو محنت کے وسیع میدان مین تگ ودو
کرنے کا حوصلہ تھا اس سبب سے وہ سنٹ جوسف گزٹ کا اڈیٹر ہوا اور بعد اسکے
بہت سے مختلف اخبارات کے ساتھ اسکا تعلق ہوگیا۔ ستمبر سنہ ۱۸۸۷ء مین جبکہ
وب مسوری ریپبلکن کا اڈیٹر تھا پریسیڈنٹ کلیولینڈ مین اُس کو منیلا مین کانسل
مقرر کیا۔ اس زمانہ کے چھ برس قبل مسٹر وب ایک بیتابانہ اشتیاق کے
ساتھ مشرقی مذاہب وروحانی فلسفہ کی تحقیق مین مصروف تھا اور کانسل کا عہدہ
قبول کر لینے مین اوسکی یہی غرض تھی کہ اوسکو ان علوم کی تحصیل وتجربہ کا ایک اچھا
موقع مل جائیگا منیلا مین ایک سال کے قیام کے بعد اسلامی مصنفین کی
تصنیفات وتالیفات اوس کے ہاتھ لگین جنکے مطالعہ نے اوسکی طبیعت مین اسلامی
طریقہ کے ساتھ محبت کا شعلہ مشتعل کردیا اور سرکاری کامون کے بعد وہ ہمہ تن
اُن کتابون مین محو ومستغرق رہتا۔ اوس نے بدرالدین عبداللہ کر سے جو بمبئی کا
ایک مشہور ومعروف مسلمان ہے مراسلت شروع کی اور اُس کے ذریعہ سے
بہت سے اور بھی عالم اور سچے مسلمانون سے واقفیت پیدا کی۔ حاجی عبداللہ

---

[1] ایک اخبار کا نام ہے [2] جزیرہ لوزن مین ایک قصبہ ہے۔ اسپین کا ویسرائے یہان رہا کرتا ہے۔
۱۰۱۱۱ مردم شماری ہے سنہ ۱۶۴۵ء مین یہان ایک بڑا زلزلہ آیا جس سے بعض حصہ شہر کا غارت ہوگیا۔
سنہ ۱۷۶۲ء مین انگریزون نے اسپر قبضہ کرلیا۔ سنہ ۱۸۶۳ء مین ایک ایسا طوفان آیا جسکے سبب سے ۴۳۰۰ مکانات
منہدم ہوگئے اور ۲۵۰ آدمی ضائع ہوئے۔ (من مترجم)

ہوب نے جو بمبئی کا ایک دولتمند تاجر ہے منیلا مین مسٹر وب سے ملاقات کی اور واپسی کے بعد کلکتہ - بمبئی حیدرآباد - رنگون و برھما کے بہت سے دولتمند مسلمانون کی ایک فہرست مرتب کی تاکہ ایک ایسا محکمہ قایم ہو جس کے ذریعہ امریکہ مین اسلامی وعظ جاری کیا جاتے بقول مسٹر وب کے جب اونکو اسلام کی صحت اور راستی پر پورا اعتقاد ہو چکا تب وہ اس گروہ مین شامل ہو گئے اور امریکہ مین دعوت اسلام کے لئے منتخب کئے گئے - گزشتہ ماہ جون مین مسٹر وب نے سرکاری نوکری سے استعفا داخل کیا اور ہندوستان و برھما کا سفر کرتے ہوئے لندن ہوکر ۱۶ فروری سنہ گزشتہ کو امریکہ مین واپس آتے -

تمہید

باشندگانِ امریکہ سے آزادخیال والون مین بالعموم یہ خاصیت ہی کہ وہ مشرقی مذاہب سے بہ نسبت اپنے آباواجداد کے زیادہ تر واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہین اور اس صفت سے کم سے کم یہ ایک مفید نتیجہ تو ضرور پیدا ہوتا ہے کہ مذاہب کے باطل اوہام سے جو باعثِ ناپاکی روح ہین مخلصی ہوتی ہے اور ایک ایسے بیباک و آزادانہ تحقیق و خیال کا انکشاف ہوتا ہے جو بتدریج عقاید کی باطنی غلامی کا مہلک خطرناک مخالف ہوتا جاتا ہے اگرچہ اس طریقہ کی نسبت کہا جا سکتا کہ یہ ایک

جدید تغیر ہے لیکن سچی انسانیت کا یہی پیرایہ ہے اور یہ امر مقابلہ پرانے طریقہ
کے بہت زیادہ قابل قدر ہے کیونکہ زمانہ سابق مین یہ دستور تھا کہ مذہبی قوانین پر
گو وہ فہم و ادراک کے مخالف کیون نہون جہالت کے ساتھ اعتقاد کیا جاتا تھا اور بلا تامل
ایسے رہنماؤن کی تقلید کی جاتی تھی جنکی ذات ممکن الخطا ہے اور جنکو اس امر کے
ثابت کرنے کی بھی قابلیت نہین تھی کہ اونکو مقتدی بننے کا کیا حق تھا یا جو اصول مذہب
وہ تعلیم کرتے تھے اوسکا جواز اور اوسکی صداقت کہان سے حاصل کی تھی حسن اتفاق
سے ضعف عقیدت کی تاریکی روز بروز زائل ہوتی جاتی ہے اور مکروہ توہمات کی نجاست
جو رجوعات تھین اونکی قوت و تاثیر باطل ہوتی جاتی ہے اور اس طبقہ کے لوگ جو بدرجہ اولی
شایستہ- صحیح الدماغ- متامل المزاج اور معقولات کے غور کرنے والے ہین ہر ایک چیز
کے واسطے دلیل چاہتے ہین اور ایسے نامعقول اصول و قواعد مذہب کے اعتقاد سے
انکار کرتے ہین جسکے ناممکن الخطا ہونے کی حجت اس سے بہتر اور کوئی نہین ہے کہ
ایک خاص علم الہی اوسکی تصدیق کرتا ہے-

اس کتاب کا یہ خاص مقصد نہین ہے کہ کسی الہیات کے عقائد و طرق کی بربادی و بیخ کنی
کیجاتے اور نہ یہ غرض ہے کہ اسلام مین نئے چیلے تیار کئے جائین بلکہ یہ مطلب ہے
کہ جن عیسائیون کی زبان انگریزی ہے اونمین تحقیق کی اطمینان- ثابت قدم اور

غیر متعصب نہج مشتغل و متحرک کی جاے تاکہ جس طرح وہ دوسرے مذہب کے
طریقوں کو ملاحظہ کرتے ہین اوسی نظر سے اپنے کو بھی دیکھین۔ پس اگر کوئی شخص
آزادانہ خیال کے ساتھ اسپر مستقل عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اوسے چاہیے
کہ اپنے کو ان تعصبات سے کلیتہً پاک کرے جنمین وہ ہمہ تن مستغرق ہو رہا ہے
کیونکہ بغیر اس کے تحقیقات کا فائدہ اصلی اوس کو کچھ بھی نہ حاصل ہو گا۔ لیکن جب
کہ معمولی طور پر کثرت راے کے ساتھ تفتیش و تحقیق کا محض دعوی ہی کیا جاتا ہے اور
تحقیق کنندہ صرف ایسی شہادتین بہم پہنچاتا ہے جو اوس کے مذہبی عقائد کی موید ہین
اور بلا خیال دریافت حقیقت دوسرے مذاہب کا ابطال کیا جاتا ہے تو ایسی تحقیق و تلاش
بجاے اس کے کہ کچھ مفید ہو بہت زیادہ مضرت رسان ہے اور ایسے تحقیق کنندہ کو
چاہیے کہ یہ کام اپنی ذمہ داری مین نہ لے۔

اگر کوئی شخص پہاڑ کی بلندی سے سطح زمین کی طرف دیکھے تو موجودات ارضی کے
ظاہری اجسام سے جو بجانب نشیب مد نظر ہین اوسکو کسی قسم کا دہوکھا نہو گا کیونکہ
وسے معلوم ہو کہ اس بلندی سے جو انسان کا قد چھوٹا نظر آرہا ہے حقیقت مین بڑا ہے
اور مکان جو مثل صندوق کے دکھائی دیتا ہے اصل مین ایک عالیشان عمارت
ہے اور ریلوے ٹرین جو پہاڑون مین چیونٹی کی طرح چلتی نظر آتی ہے حقیقتاً

تیز روی سے مسافت طے کرتی ہے۔ اگرچہ کبھی اوسکو اس فن خاص کی تعلیم نہین دی گئی لیکن قوت اتار علم مناظر کے ذریعے سے اوسکو کافی قابلیت حاصل ہو گئی ہے کہ وہ اشیائے بعیدہ کی جسامت کا تناسب صحت کے ساتھ اندازہ کرسکے وہ کسی کی رو سے اس نتیجہ کی حد تک نہین پہنچتا اور نہ وہ انسان و مکان و ریلوے ٹرین کی جسامت کا اندازہ اوس اصول حکمت کے مطابق کرتا ہے جو کسی نامی گرامی حکیم کا قایم کردہ ہے بلکہ اُس کو معلوم ہے کہ دیکھنے والے کی نگاہون مین دُور کی چیزین بہ نسبت اپنی اصلی حیثیت کے چھوٹی نظر آتی ہین۔ اوس نے انسان و مکان و ریلوے ٹرین کو نہایت قریب سے دیکھا ہے وہ اون کی جسامت سے بخوبی واقف ہے۔ مختصر یہ کہ وہ بغیر کسی اصول حکمت کے اپنی ہی دلیل پر عمل کرتا ہے اور اپنے واقعی تجربہ سے استفادہ حاصل کرتا ہے۔

لیکن جب وہی شخص کسی ایسے مذہب کی تحقیق مین مشغول ہوتا ہے جو اوس کے عہد طفولیت کی تعلیم کے مغایر ہے تب وہ ایک بالکل مخالف طریقہ اختیار کرلیتا ہے یعنی پہاڑ کی بلندی پر کھڑے ہو کر ان اشیای بعیدہ کے اجسام کا جو نشیب مین واقع ہین اُس مناسبت سے اندازہ کرتا ہے جو اوس کے گرد و پیش موجود ہین اُس کو اس بات کے سمجھنے کی بالکل قابلیت باقی نہین رہتی کہ جو

چیزین نشیب مین فاصلہ سے واقع ہین وہ اشیای متصلہ سے کیونکر چھوٹی ہوسکتی ہین اور تب اُس کو ایسی سند کی ضرورت ہوتی ہے جسکے لکھنے والے کی نسبت ظن غالب ہوسکتا ہو کہ وہ کبھی پہاڑ کی چوٹی کے نیچے نہین اترا ہے اور اگر کبھی نیچے آنے کا اتفاق بھی ہوا ہے تو صرف اتنی دور تک کہ پھر وہ اپنی بلندی کے مقام پر فوراً پہونچ سکے اگر اُس کو اس امر کا اندیشہ بھی ہو جاے کہ اشیاے بعیدہ کی جسامت و ماہیت کا اُس کو علم ہو جائیگا۔

جسوقت سے کہ مین اپنے وطن مین واپس آیا ہون صرف یہ دیکھکر کہ عربی پیغمبر کی سوانح عمری اطوار اور ہدایات کی نسبت جو عالمگیر جہالت اوس طبقہ مین پھیلی ہوئی ہے جسکو طبقہ علما کہتے ہین حیرت زدہ نہین ہو رہا ہون بلکہ جس خود پسندی آمادگی اور مستعدی کے ساتھ یہ لوگ محمدؐ صاحب اور اسلامی طریقہ کے نسبت اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہین وہ زیادہ تر باعث استعجاب ہے۔

بعض مضمون نگارون کی تحریر دیکھکر جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ محمدؐ صاحب اور اسلامی تاریخ سے بالکل ناواقف ہین مجھے بہت تفریح ہوئی۔ لیکن باوجود اس قدر ناواقفیت کے کس دلیری سے وہ لوگ حملہ کرنے کو مستعد رہتے ہین۔

ایک مشہور و معروف مغربی اڈیٹر نے محمدؐ صاحب کو یونانی پیغمبر بتا کر اپنے اخبار کا

نسنت کا لم مہملات سے بھر دیا اور اخیر مین یہ لکھا کہ جسطرح بعض آدمیون نے امریکہ مین بدھ مذہب جاری کرنا چاہا تھا اور اونکو ناکامی ہوئی اوسی طرح مسٹر وب بھی ناکام رہین گے۔

مجھے افسوس ہی کہ قلت گنجایش کے سبب سے مین اسی قسم کی چند اور مہمل تمثیلیں اس رسالہ مین درج نہین کرسکتا اور یہ جہالت ان لوگون مین پھیلی ہوئی ہے جو بڑے واقفکار اور عالم سمجھے جاتے ہین۔

اسلام سے زیادہ کسی مذہب کی نسبت انگریزی بولنے والی قوم کو لاعلمی نہین ہے اور یہ ناواقفیت صرف عام لوگون مین نہین ہی بلکہ وہ لوگ بھی اس طریقہ سے بالکل نابلد ہین جو عالم متبحر خیال کئے جاتے ہین اور اس لاعلمی کی چند وجہین ہین سب سے بڑا سبب تو یہ ہے کہ مسلمانون کو فطرتی طور پر انگریزون اور انگریزی زبان سے نفرت رہی۔ دوسرے یہ لوگ اسلامی علوم کا انگریزی ترجمہ ناپسند کرتے رہے۔ اور تیسرا سبب یہ ہے کہ گزشتہ آٹھ یا نو صدی سے عیسائیون کو اسلام و مسلمانون کے ساتھ سخت تعصب رہا۔

جس غلط بیانی اور غلط فہمی سے عیسائیون نے محمد صاحب کی نسبت کام لیا ایسی فاش غلطی کسی تاریخی سلسلہ مین نہین واقع ہوئی۔ اسوقت انگریزی زبان مین کوئی تصنیف

ایسی موجود نہین ہے جس سے عرب کے الہامی پیغمبر کے حالات کا صحیح اندازہ کیا جا سکے یا یہ معلوم ہو سکے کہ جو اصول اُنھون نے تعلیم کئے وہ کس قسم کے تھے اور عملی طور پر کسی تحقیق کنندہ کے واسطے یہ امر بالکل ناممکن ہے کہ وہ انگریزی تصنیفات سے کوئی قابل اعتبار واقفیت حاصل کر سکے تاوقتیکہ اوس نے کسی دوسرے ذریعہ سے اسکے متعلق آگاہی نہ پیدا کرلی ہو۔

پس اس مختصر رسالے سے پہلا مطلب یہ ہو کہ انگریزی بولنے والی قوم کو اختصار کے ساتھ لیکن صحیح و معتبر بیان محمد صاحب کے حالات و مقاصد کے معلوم ہو جائین اور ایک مجمل خاکہ اسلامی طریقہ کا ظاہر ہو جائے۔ گزشتہ چھ ہفتون مین یونائٹڈ اسٹیٹس امریکہ کے مختلف حصّون سے میرے پاس بکثرت خطوط اس بارہ مین آئے کہ مذہب اسلام کے متعلق کوئی ایسی تصنیف ہونی چاہیے جس مین نہایت صداقت سے بیانات مندرج ہون - ان خطوط نے مجکو باور کرا دیا کہ باشندگان امریکہ سے وسیع الخیال آدمیون مین ایمانداری کے ساتھ یہ شوق پھیلا ہوا ہے کہ وہ امر حق کو معلوم کرین اور ان تحریرات نے مجھے رغبت دلائی کہ قبل کسی مبسوط تصنیف کے جو عنقریب شائع ہوگی مین اس مختصر رسالہ کی اشاعت کر دون - پس اگر میری کوششون کا صرف اسیقدر نتیجہ ظاہر ہو جائے کہ کاش کسی شخص کے دل مین یہ شوق پیدا ہو جائے

کہ وہ خارجی بی طور پر کلیسا کی زنجیرسے اپنی کو خلاصی کر کے تعصب کی پٹی آنکھوں سے کھولکر سچائی اور ایمانداری سے اسلامی اصول کی تحقیق کرے تو گویا مجھے اپنی محنت اور وقت کا کافی صلہ مل گیا۔

مصنف ۹۔ اپریل ۱۹۳۳ء مقام نیویارک

پہلا باب

مین کیون مسلمان ہو گیا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۠ (سورہ احزاب ۳۳ - پارہ ومن یقنت ۲۲)

مجھسے اکثر دریافت کیا گیا کہ مین امریکہ کا باشندہ ہوکر اور ایسے ملک مین پیدا ہوکر جہان مسیحی عملداری ہے اور ایسے متعصب فرقہ پرسبٹیرین[1] مین نشو ونما پاکر کیون مسلمان ہوگیا اور اسلامی عقائد کو اپنی زندگی کا رہنما بنالیا۔ اس سوال کا جواب آزاد خیال والون کو بہت مطبوع ہو گا جو اس امر سے واقفیت کی

[1] ایک خاص فرقہ مسیحی کا نام ہے۔ (من مترجم)

خواہش ظاہر کرتے ہین کہ حقیقتاً اسلامی طریقہ کیا ہے - مین ایسا احمق نہین ہون
کہ اسکا یقین کرون کہ اتنے بڑے وسیع اور ترقی کرنے والے مُلک مین صرف
مجھی کو اسکی قابلیت ہے کہ عرب کے الہامی پیغمبر نے جو طریقے تعلیم کیے اون کو
سمجھ سکون اور اونکے حُسن و تکمیل کی قدر کر سکون اور نہ مین یہ تسلیم کر سکتا ہون
کہ میری دماغی قوت ایسی کمزور ہے کہ مین ایسے مذہب کو حق سمجھ کر قبول کرون
جسکو اس مُلک کا کوئی بیوقوف آدمی بھی قبول نکرے لیکن جو لوگ کہ اس کو قبول
کرتے ہین آیا وہ اپنے معاصرین کے اندازہ مین عقلمند ہین یا بیوقوف اسکی بابت
مجھے پُورا بھروسہ ہے کہ کم سے کم چند اشخاص میرے تجربہ سے مستفید ہونگے -
مثل اور لڑکون کے میری سرشت ایسی نہین واقع ہوئی تھی کہ مجھ مین سرگرمی سے
کسی قسم کا مذہبی میلان ہو - مین ابتدا ے زمانہ مین پُرجوش تھا لیکن میری طینت
مکروہ جذبات سے مبرّا تھی اور مین ہر چیز کے واسطے ایک سبب چاہتا تھا مین نے آج
کو یہ نہین کہونگا کہ مین ایک اچھا لڑکا تھا جسطرح پیار کرنے والی نا انصاف ماؤنکی
عادت ہوتی ہے کہ وہ عمدہ تمثیلین اپنے لڑکون کی جانب منسوب کرتی ہین -
مین اتوار کے دن مجبوری اپنے قصبہ کے مذہبی مدرسہ مین جاکر بدشوق اور بیدلی
سے واعظ کی طویل و دقیق تقریرین سنتا تھا لیکن میری یہی خواہش رہتی تھی کہ

مین اس جگہ سے نکلکر آفتاب کی روشنی مین جاکر اس سے زیادہ تسلی بخش نصائح جو خود باریتعالےٰ ہدایت فرماتا ہے سنون یعنی رنگ برنگ کے خوشنما پھولون کو جنسے آنکھون مین حرارت پہونچتی ہے مشاہدہ کرون۔ چشمون کے لہراتے ہوئے پانی کی آواز جو قدرتی طور پر سریلی ہوتی ہے گوش گذار کرون اور طیور کے فرحت بخش چہچہون سے لطف سمع حاصل کرون مین بلاکسی اعتقاد کے اونکے بی عیب تخیلات کے قصے سنتا رہا اور اونکے قایم مقام کفارہ کی مصنوعی داستان سے مجھپر کسی قسم کی دہشت نہین طاری ہوئی کیونکہ میرے نزدیک یہ دونون اصول مشتبہ تھے۔ البتہ کوتہ اندیش عیسائی فوراً یہ کہین گے کہ مین جسوقت پیدا ہوا اوسی وقت سے شیطان کے پنجے مین گرفتار ہوگیا۔

جب میری عمر بیس برس کی ہوئی اور مین عملی طور پر خود مختار ہوگیا تو کلیسا کی پابندی سے ایسا گھبراگیا تھا کہ مین اُس سے بھاگ نکلا اور پھر کبھی اوسکی جانب رُخ نکیا۔ کلیسا اور سنڈے[۱] اسکول مین جو طریقہ مجھے سکھایا جاتا تھا لڑکپن ہی سے مین اُس جانب راغب نہین تھا اور نہ پھر اُس زمانہ مین کچھ دلچسپ معلوم ہوا جبکہ مین نے کماحقہ تحقیق کی۔

---

[۱] سنڈے اسکول اُس کو کہتے ہین جہان اتوار کے دن مذہبی تعلیم دیجاتی ہے (مترجم)

طریقہ نجات کے متعلق اسکے اصول مثل دیگر مذاہب کے بہت مستحسن اور پسندیدہ ہین لیکن اس کے اوہام اسکی فاش غلطیان اور اسکی ناکمل حالت بلحاظ حصول نجات - یا ارتقاع درجات اور ترکیہ خصائل انسانی میرے لئے باعث استعجاب ہین کہ کیون کوئی دور اندیش - ایماندار اور ذکی الطبع آدمی اُس کو سنجیدگی سے قبول کرے - خوش قسمتی سے چونکہ میری طبیعت مین تحقیقی مادہ تھا اس لئے مین ہرچیز کے واسطے ایک معقول سبب تلاش کرتا تھا لیکن مجھے معلوم ہوگیا کہ کوئی دنیادار یا پادری اپنے عقائد کو عقلی دلائل سے نہین ثابت کرسکتا کیونکہ جب مین نے پوچھا کہ خدا تثلیث کیا ہے اور موت وحیات کیا چیز ہے تو اسکا یا تو یہ جواب دیا گیا کہ یہ اسرار ہین یا یہ کہا گیا کہ فہم بشری سے باہر ہین-

اس فضول کوشش کے بعد کہ مین مسیحی مذہب سے کوئی ایسی بات دریافت کرون جس سے مجھکو قلبی طمانیت حاصل ہوجائے اور عقل سلیم اُس کو گوارا کرلے مین اوس عقیدہ کی جانب متوجہ ہوا جس مین جسم وروح کو ایک شے سمجھتے ہین اور چند سال تک بالکل لامذہب رہا-

گیارہ برس کے بعد مشرقی مذاہب کی تحصیل کا مجھکو شوق ہوا اور مشرقی طلبا کے قاعدہ کے مطابق مین نے بودھ مذہب سے شروع کیا اگرچہ اس مُلک مین علم

تھیاسوفی کا حاصل کرنا اُس زمانہ مین کچھ آسان نہ تھا لیکن مجھکو اس علم کی تحصیل کا
ایسا شوق ہوا کہ مین روزانہ چار اور پانچ گھنٹے تک اس مین محو رہتا اور سونے کے
ضروری وقت کا بھی کچھ حصہ اسی مین صرف کر دیتا - میری طبیعت مین ایک خاص
قسم کی قوت آخذہ تھی اور مذہبی تعصبات سے بالکل مبرا تھی اور امر حق کے تسلیم کرنے
کے واسطے مین تیار رہتا تھا بلالحاظ اسکے کہ وہ کہین سے مجھے حاصل ہوسکے-
عقدہ موت و حیات کے حل کرنے مین نہایت اشتیاق و سرگرمی سے مین مصروف
تھا اور یہ جاننا چاہتا تھا کہ دنیا کے مذہبی طریقون کو ان اسرار سے کیا تعلق ہی-
مین اس امر کی بحث کرتا کہ اگر قبر مین جانے کے بعد کوئی دوسری زندگی نہین ہوتی
تو پھر بنی آدم کو کسی مذہب کی ضرورت نہین ہی - کیونکہ جسطرح اکثر لوگ اسکے
دعویدار ہین کہ موت کے بعد بہ نسبت دنیاوی زندگی کے ایک اور طولانی زندگی
ہوتی ہی جسکی حالت و نوعیت اسی کرۂ ارضی کے مطابق عمل مین آتی ہی تو پھر اس امر کا
دریافت کرنا بالضرور لازم ہے کہ اس دنیا مین کس اصول و طریقہ سے زندگی بسر
کرنی چاہئے جس سے دوسری دنیا کے واسطے نہایت اطمینان بخش نتائج پیدا ہون
اس عقیدہ پر مستحکم خیال کے ساتھ کہ جسم و روح ایک شی یعنی مادی ہین اور ایک
کی علیحدگی دوسرے سے ناممکن ہی مین نے اس علم پر نہایت تعمق سے غور کیا لیکن

معلوم ہوا کہ اس عقیدے والے بھی رُوحانی اشیا کے متعلق اوسی دریای جہالت
مین مستغرق ہین جس مین مین چکر کھا رہا ہون اس علم کے ذریعہ سے جسمانی
اعضا رگ وپٹھے اور ہڈیون کے نام مع اونکے مقام اور فعل وعمل کے بخوبی
معلوم ہو سکتے ہین۔ لیکن مجھکو یہ علم اصلی تفاوت درمیان مردہ وزندہ کے
نہین بتلا سکا۔ اس علم سے مجھکو ہر درخت وپودے اور پھولون کے نام مع اونکے
اقسام وظاہری خواص وتاثیرات کے معلوم ہوتے لیکن یہ ادراک نہ ہوسکا کہ
درختون کی روئیدگی وبالیدگی اور پھولون کی شگفتگی کسطرح اور کسواسطے
ہوتی۔ یہ تو بخوبی متیقن ہی کہ انسان عورت سے پیدا ہوا تھوڑے عرصہ تک زندہ
رہا اور مرگیا لیکن وہ کہان سے آیا اور کہان گیا مثل ایک چیستان کے ہی جسکے
مسئلہ لاینحل ہونے مین اس علم کو اپنی تمامتر ناقابلیت کا اعتراف ہی۔
ایک ماہر علم طبیعات نے مجھسے کہا کہ ان معاملات کا تعلق کلیسا سے ہی لیکن
مین نے اس کو جواب دیا کہ کلیسا اسکے متعلق کچھ نہین جانتا اور تب اوسنے کہا کہ
اس کے متعلق نہ مین کچھ واقفیت رکھتا ہون اور نہ علم طبیعات سے کچھ معلوم
ہوسکتا ہی اور ایک مایوسی وناکامی کے ساتھ یہ مسئلہ خارج از بحث کر دیا گیا۔
مینے مل[1]۔ لاک[2]۔ کینٹ[3]۔ ہیجل[4]۔ فیشٹ[5]۔ اور ہکزلی[6] وکم وبیش دیگر فاضل

---

[1] لندن مین بہت بڑا فلسفی گذرا ہی۔ پولٹیکل اکانومی اور منطق خوب جانتا تھا۔ اسکے باپ جیمس مل نے خود

فلسفیون کی تحقیقات دیکھی جنھون نے بڑی قابلیت و دانشمندی
کے ساتھ مسایل پرو توپلازم۔ پروٹوگن اور جزولایتجزی
کے متعلق مباحثے کیا ہین لیکن انمین سے کوئی بھی یہ نہین
بتلا سکا کہ روح کیا چیز ہے اور موت کے بعد اسکی کیا حالت ہوتی ہی۔ مین نے
بعض آدمیون کو یہ کہتے ہوے سُنا ہی کہ اس کے متعلق کوئی شخص کچھ نہین بتلا
سکتا۔ لیکن یہ ایک بہت بڑی خطای بشری ہی کیونکہ دنیا مین ایسے لوگ بہت
ہین جنھون نے اس معمّے کو حل کیا ہی لیکن نہ تو وہ کور باطن و سُست عقیدت ہین اور
نہ اُس عقیدہ والون کے مقلد ہین جو جسم و روح کو ایک شی یعنی مادّی سمجھتے ہین

خود اسکو تعلیم کیا اور کسیوقت کھیلنے کی اجازت نہین دی ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا اور علمی مسایل
پوچھتا رہتا۔ سنہ ۱۸۰۶ء مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۷۳ء مین مرگیا۔

۲ ایک مشہور انگریزی فلسفی تھا۔ برٹش گورنمنٹ کی ملازمت کرتا تھا۔ اسے آن ہیومن انڈرسٹینڈنگ۔
لیٹرس آن ٹالیریشن۔ ٹریٹیز آن سول گورنمنٹ اسکی مشہور تصنیفات مین سے ہین۔
اسکی پیدایش سنہ ۱۶۳۲ء مین ہوئی اور موت سنہ ۱۷۰۴ء مین۔

۳ پروشیا کا ایک نامی گرامی فلسفی تھا علم ما بعد الطبیعت خوب جانتا تھا۔ پیدایش سنہ ۱۷۲۴ء موت سنہ ۱۸۰۴ء۔
۴ جرمنی کا مشہور و معروف فلسفی تھا اسکی تصنیفات کا انگریزی و فرانسیسی زبان مین ترجمہ ہوا پیدایش سنہ ۱۷۷۰ء موت سنہ ۱۸۳۱ء
۵ جرمنی کا فلسفی تھا و انکی یونیورسٹی مین فلسفہ کا پروفیسر تھا۔ سنہ ۱۷۶۲ء پیدا ہوا۔
۶ انگلستان کے ایک بڑے تشریح دان اور عالم طبیعیات کا نام ہی۔ لندن کے قریب بمقام ایلنگ اس نے
علم ادویات حاصل کیا سنہ ۱۸۴۶ء مین شاہی محکمہ بحری مین اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوا۔ چونکہ علم طبیعیات
مین بہت سے جدید تجربے حاصل کئے اُسکے صلہ مین سنہ ۱۸۵۲ء مین ایک طلائی تمغہ عطا کیا گیا سنہ ۱۸۲۵ء مین پیدا ہوا

مین اپنے متعلق بہت کہہ چکا تاکہ ناظرین رسالہ پر ظاہر ہو جاتے کہ مین نے کسی گمراہ کنندہ خیال یا مجہول اعتقاد یا ناگہانی پر جوش تحریک کے باعث سے مذہب اسلام نہین قبول کیا بلکہ یہ امر میری سچائی - ایمانداری - استقلال اور غیر متعصبانہ تحصیل تحقیق کے سبب سے واقع ہوا اور میرے اس غایت درجہ شوق کی وجہ سے کہ مین امر حق کو معلوم کر لون -

جب مجھے روح کے غیر فانی ہونے کا کامل اطمینان ہو گیا اور یہ یقین ہو گیا کہ قبر مین جانے کے بعد جو زندگی ہوتی ہی اوس کی ترتیب دنیاوی زندگی کے خیالات و اعمال و افعال کی مطابقت سے ہوتی ہی جس سے یہ مراد ہے کہ آدمی بجای خود اپنا محافظ و نجات دہندہ ہے اور اوس کے و باریتعالی کے مابین کوئی توسل فائدہ بخش نہین ہو سکتا تب مین نے مختلف مذاہب کی جانچ شروع کی تاکہ اس امر کی تنقیح ہو جاتے کہ دوسری زندگی مین حصول کامگاری کے واسطے کونسے ذریعے زیادہ تر مستحسن و موثر ہین - پس اس کام کے لئے ضرور ہوا کہ مین صرف عقلی آزمایشات کو ہر ایک طرق مین نہ صرف کرون بلکہ ان حقایق کو بھی شامل کرون جنکو مین نے اپنے تجربہ و تحقیق کے طولانی زمانہ مین دایرہ تعصب سے منحرف ہو کر حاصل کئے ہین اور ایسے طریقے سے کام لیا ہے جسکو معمولاً واعظ و پادری ترک کر دیتے ہین -

اب مجھے دیکھنا چاہیے کہ اسلام حقیقتاً کیا ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ ناظرین رسالہ بآسانی سمجھ گئے ہونگے کہ مین نے کیون اس کو قبول کیا۔

دوسرا باب

محمدی عقیدہ کا اجمالی بیان

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ (سورہ انعام۔ پارہ اذا سمعوا)

اگر کوئی شخص مجھسے اس سوال کا فوری جواب مانگے کہ محمدی لوگ کیا اعتقاد رکھتے ہین تو مین اس سوال کے بلا تامل جواب دینے مین اوسی طرح قاصر رہونگا جس طرح اس سوال کے جواب مین کہ عیسائی کیا اعتقاد رکھتے ہین۔ کانسٹنٹاین[1] کے عہد سے لیکر موجودہ وقت تک ہر زمانہ کے عیسائیون کا یہ میلان خاطر رہا کہ وہ اپنے مذہب کی ترمیم و توسیع اپنے ہی خیالات کے مطابق کرین اور اکثر اعتراف کردہ مقلدین عربی پیغمبر نے اسمین شرکت کی اور زمانہ حال کے مسلمین مین بھی

---

[1] قدیم روم کا بادشاہ تھا ۳۰۶ء مین تخت پر بیٹھا اسکے عہد مین مسیحی مذہب کی بہت بڑی اشاعت ہوئی ۳۲۱ء مین اوسنے حکم دیا کہ روز اتوار کی عزت کرنی چاہیے اور اس دن کل دنیاوی کاروبار سے احتراز کرنا چاہیے۔ یہ کانسٹنٹاین کا حکم ہے جس کی کم و بیش پابندی اسوقت تک عیسائیون مین موجود ہے۔
(من مترجم)

ایسے عقائد مروج ہین جنکو محمد صاحب نے ہرگز تعلیم نہین کئے اور جو کسی طرح
اس قابل نہین ہین کہ اسلام کے عقائد حقہ مین اونکو کوئی جگہ دیجائے - انسانی دماغ
کے خیالات کی حیرت افزا ذخیرہ مختلف و گوناگون اقسام کے تصورات و توہمات کے ذریعہ
سے بہ افراط ظاہر ہوکر نوع انسان کے مذہبی اصول مین موجود ہوجاتا ہی لیکن یہ کبھی
ابتدائی یا مبادی اصول کا کوئی جزو نہین تھا بلکہ یہ اُن لوگون کے مرغوب خیالات و
توہمات کے نتائج ہین جنھون نے اپنے واسطے مذہبی اقتدار حاصل کرلیے ہین - یہ توخوب
معلوم ہی کہ مسیحی مذہب مین جو پچاس مختلف فرقے ہین اونمین سے ہر فرقہ والا اپنے
مذہبی طریقہ کو انجیل کی بنیاد پر بتلاتا ہے اور ہر فرقہ کے مقلدین اپنے اعتقاد کے
صحیح - معقول و مدلل ہونے کے ثبوت مین اوسی تحریف شدہ کتاب کی جانب رجوع
ہوتے ہین اور دیگر فرقون کو کم و بیش غلطی پر کہتے ہین -

اگر تم کو ایجاد دماغ انسانی کی مکمل حقیقت اور مذہبی علم کے نازک احتمالات کے
حصول کی خواہش ہی تو بردباری کے ساتھ محمدی اور مسیحی علم مروجہ کے دریا مین شناوری
کرو اور مختلف فرقون کے مقلدین مین جاکر اونکے مباحث کو سنو - پس اگر تم فوراً اپنے
کو ایک شبہ اور اولجھن کی حالت مین نہین پاتے جو مایوسی کی جانب مائل ہے تو گویا
تم اون مباحث کی پیچیدگیون کے نتائج نکالنے مین ناکام رہے جو تمھارے سامنے

پیش کیے گئے اگر مستند اور مختلف اقسام کے خیالات تمھارے پیش نظر ہوں تو تم
اس امر کی بابت ایک قطعی اور اطمینان دہ رائے قایم کر لوگے کہ محمد صاحب اور
حضرت مسیح نے حقیقتاً کیا تعلیم دی اور کیا نہین سکھلایا۔ اور اس کا دعوی تم نسبت
اس شخص کے نہایت عمدگی سے کروگے جو قبل تمھارے اس آزمایش کی کوشش
کر چکا ہے۔ تقریباً سب مسلمان اگر کلاً نہین تو جزاً بعض اصول کے معتقد ہین جنکی
بوضاحت تصریح ہو چکی ہے لیکن باستثنای صوفیون کے یا ان مسلمانون کے جنھون نے
اپنے واسطے خاص عقائد مقرر کر لیے ہین کہ وہ اپنے زعم مین پیغمبر صاحب کی ہدایات سے
تمامتر علیحدہ ہین۔

سچے محمدی طریقے کی تقسیم چھ اصول مین حسب تفصیل ذیل ہے۔

(۱) خدا اور اوسکی وحدانیت کا اعتقاد کہ وہ خلاق تمامی موجودات ہے ہمیشہ سے تھا
اور ہمیشہ تنہا رہے گا۔ غیر متغیر۔ علام الغیوب۔ قادر مطلق۔ ارحم الراحمین اور قیوم ہے۔
(۲) فرشتون کا اعتقاد کہ وہ خلقت سماوی سے ہین۔ اونکی ترکیب مکمل اور
حسن درخشان ہے اونمین کوئی تفریق جنسیت نہین ہے وہ کل خواہشاتِ نفسانی
اور ان نقایص سے مبرا ہین جو خطا پذیر انسان مین لاحق ہین۔
(۳) قرآن کا اعتقاد کہ وہ کتاب حی ربانی ہے اور مختلف اوقات مین خدا کی جانب سے

بذریعہ جبرئیل فرشتہ کے محمد صاحب پر نازل ہوئی۔

(۴) خدا کے جملہ انبیاء کا اعتقاد جنمیں افضل ترین آدم و نوح - ابراہیم - موسیٰ عیسیٰ اور محمد صاحب تھے۔

(۵) حشر و نشر اور قضائے قیامت کا اعتقاد جبکہ جملہ بنی نوع بارتعالے کی حضور مین حاضر ہونگے اور وہ جزا و سزا کے احکام بلحاظ اونکے دنیاوی اعمال کے صادر کریگا البتہ جزا و سزا کی نوعیت پر بہت سے اختلافات ہین۔

(۶) قضا و قدر کا اعتقاد یعنی یہ کہ قبل خلقتِ دنیا کاتب تقدیر نے جو احکام ناقابل تنسیخ مقدر کر دئے اور سرنوشت ازلی مین جو کچھ لکھ دیا انسان مجبور ہی کہ اپنے افعال سے اُس کو کسی طرح مٹا سکے لیکن یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ کوئی پکا مسلمان فرقہ کالون[1] کے عقیدہ کے مطابق تقدیر کا معتقد نہین ہی اور اوسکا یہ عقیدہ نہین ہی کہ انسانی ترتیب ناقابل تنسیخ طور پر مہد سے لحد تک مقرر کی گئی ہی اور کوئی شخص بذریعہ اپنی ذاتی بالارادہ فعل کے بھی اوس سے بھاگ نہین سکتا بلکہ تقدیر سے اوسکی یہ مراد ہی کہ وقوع

[1] اس نے فرانس کے دار السلطنت پیرس مین تعلیم پائی تھی - یہ مسیحی مذہب کے رومن کیتھلک فرقہ سے منحرف ہوگیا اور اپنا ایک خاص مذہب ایجاد کیا - ولادت ۱۵۰۹ء وفات ۱۵۶۴ء (مترجم)

فعل کے پہلے سے خدا کو اوسکا علم ہے یا جبکہ لفظی مفہوم خدا کی غیب دانی تھے

اگر مسیحی مذہب سے یہ تین اصول جنپر اوس کی بنیاد ہے یعنی تثلیث و امر ہیکاو لیت کنسپشن و قایم مقام کفارہ دینی وغیرہ جاتے تو مذہب اسلام اپنے مبادیات میں اس سے بہت مطابق ہے۔

ان اصول کو ایک مسلمان مثل خطیئات فاسدہ کے سمجھتا ہے اور وہ اس لیے انکے کل دیگر امور کے اختیار کر لینے کے واسطے موجود ہے بجز اونکے اور ان خطیئات کے جو خاصتاً اونسے تعلق رکھتی ہیں۔

مرکز کے نقاط مفروضہ سے بکثرت خطوط نکلتے ہیں جنسے بحالت مجموعی ایک مکمل طریقہ ایمان و عبادت کا قایم ہوتا ہے اور جنکے نتایج مطابق اونکی وضع مقلدین کے بہت زیادہ مختلف ہو جاتے ہیں۔ اعمال مذہب کے ارکان خمسہ حسب تفصیل ذیل ہیں۔ طہارت۔ صوم۔ صلوۃ۔ حج و زکوۃ۔

اب ہم کو اس امر کی تصدیق کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ طریقہ کہان سے برآمد ہوا اور یہ غور کرنا چاہیے کہ ہمارے پیغمبر کون اور کیا تھے۔

مین ناظرین رسالہ کو یقین دلاتا ہون کہ ان حقایق کی تلاش مین جنکو کہ مین نے

۱۔ رومن کیتھلک فرقہ کا عقیدہ بابت حمل مریم و ولادت مسیح اور اونکی بیگناہی۔ (مترجم)

حاصل کرنے مین مجھے ایک بڑا انبار کوڑے کرکٹ کا تہ و بالا کرنا پڑا جو غلط تاریخ اور باطل خیالات اور کاذب مباحث کی شکل مین تھا اور تب مجھے ایک دھیمی جھلک اُس بیش بہا ہیرے کی نظر آئی جو مدت ہاے دراز سے انسان کے واسطے محفوظ ہی جسکے نیست و نابود کرنے کی متعصبین و منافقین نہایت سرگرمی سے کوشش کر چکے ہین۔ عقلی روشنی اور بشری شہادت سے یہ قطعی طور پر واضح ہو چکا ہے کہ محمد صاحب ایک پاک اور منزہ شخص تھے جنھون نے خود بطیب خاطر اون جملہ امور کو ترک کر دیا جنکو دنیا عزیز رکھتی ہی تاکہ صرف اُس عظیم الشان رُوحانی حقیقت کا علم اونکو حاصل ہو جاے اور گو اس حقیقت کی کوشش تعلیم مین اونکو ذلت و تضحیک لعنت و ملامت ظالم و بدلا لینے والون کے جور و ستم برداشت کرنا پڑے تاہم اوںھون نے پوری تیکمیل کے ساتھ تبلیغ رسالت کی اور نہایت افلاس کی حالت مین دُنیا سے کوچ کیا یہ ایسے واقعات ہین جنکو عیسائی مصنفین بھی بالعموم تسلیم کر چکے ہین۔ پس محمدی شاہدین کے حوالے کی کوئی ضرورت نہین ہی۔

نقل ہی کہ کسی شخص نے حضرت مسیح سے پوچھا کہ "کونسا عمل کیا جاے جس سے حیات ابدی حاصل ہو" حضرت مسیح نے جواب دیا کہ "جو کچھ مال و متاع تمھارے پاس ہی اُس کو بیچکر محتاج و مساکین پر تقسیم کر دو اپنے ہاتھ مین صلیب لو اور میرے

پیچھے آوے۔ ٹھیک اسی کے مطابق محمد صاحب نے کیا بجز اسکے کہ اونھون نے حضرت مسیح کی ان معنون مین تقلید نہین کی جنکو ہٹ دھرم عیسائی سمجھے ہوتے ہین۔ دنیا مین جو کچھ اونکے پاس تھا اونھون نے سب راہ خدا مین تصدق کر دیا اور تکلیفات دا ئیدا کی صلیب استقلال و راستبازی سے اس وقت تک لئے رہے جب تک کہ اونھون نے مشرق مین مذہب حق استحکام کے ساتھ نہین قایم کرلیا۔

جن مصنفین نے ہمارے پیغمبر کی سرگذشت کی بابت کچھ بھی لکھا ہے اونھون نے یہ تصریح ظاہر کیا ہے کہ وہ لڑکپن ہی سے سلیم الطبع۔ حلیم المزاج۔ زود فہم منکسر النفس۔ عزلت پسند اور صاحب غور وخوض تھے۔ باوجودیکہ وہ شہر مکہ کے لڑکون سے بہ آزادی ملتے تھے لیکن اونھون نے کوئی زبون و ناشایستہ عادت اُن لڑکون سے نہین سیکھی۔ عنفوان شباب مین وہ اپنے محبتانہ طریق اور کل موقعون پر صفائی ور استبازی برتنے کے سبب سے ممتاز تھے۔ زمانہ شباب مین وہ اپنے کل معاملات مین صادق و راستباز و فیاض تھے۔ اور ایک ایماندار و معتبر سوداگر تھے وہ عام طور پر ایسے معتبر و معزز تھے کہ مکہ کے لوگ اونکو الامین کہتے تھے۔

پس کیا یہ امر قرین قیاس ہے کہ جس شخص نے پچاس برس تک ایمانداری و پارسائی کے نیک نہاد اصول کی پابندی کی اوسکی وضع مین یکبارگی ایسا تغیر ہو جاوے جیسا

کہ بیجا طور پر اکثر عیسائی مصنفین نے اونکی نسبت بیان کیا ہے۔

کل سربرآوردہ عیسائی مصنفین ایک مطول تحقیق و تلاش کے بعد اس امر کے اقرار پر جو کم و بیش ظاہر بھی کیا گیا مجبور ہوئے کہ موجودہ ثبوت سے وہ محمد صاحب کے چال چلن کے کافی واطمینان دہ اندازہ کرنے سے تمامتر معذور رہے۔

اونکی ناکامی کا سبب ظاہر ہی کہ اونھون نے اس عقیدے کی بنیاد پر دلالت کی جسمین روح و جسم کو مادی یعنی ایک شی سمجھتے ہین اور اگر اونمین اپنے باطل اوہام و عقائد سے علیحدہ ہونے کی قابلیت ہوتی تو ان مضامین کو ناچیز سمجھ کر نظر انداز نکر دیتے جنسے اونکا معما حل ہو جاتا۔

بعض مصنفین نے لکھا ہی کہ محمد صاحب مثل ہم لوگون کے مسیحی نہ تھے اور لیس وہ ضرور مکار تھے لیکن ہم کو یہ معلوم کرکے سخت تکلیف ہوتی ہی کہ حقیقتاً ایسا صالح و متبرک آدمی عیسائی کیون نہوا لیکن اگر وہ اپنے ہی پیغمبر کے احکام شریعت کو سمجھے ہوتے تو اونکو اس صریحی واقعہ پر کچھ تعجب نہوتا۔

واشنگٹن ارونگ[1] ایک متعصب عیسائی ذیل کی عبارت لکھتا ہی۔ "ان واقعات سے

---

[1] امریکہ کا ایک نامی گرامی انشا پرداز تھا۔ اسکی تصنیفات یورپ و امریکہ دونون جگہ بہت مقبول تھین۔ اسنے اسلامی تاریخ بھی لکھی ہے اور محمد صاحب و خلفا کے حالات علیحدہ علیحدہ رسالون مین مرتب کئے مین لیکن نہایت تعصب سے کام لیا ہے۔ پیدائش ۱۷۸۳ء موت ۱۸۵۹ء (من مترجم)

ظاہر ہوگا کہ محمد صاحب کے متعلق جتنی تحریری یادداشتین دو ذخائر سے ماخوذ
ہین اور متقدمین کے تصنیفات لغو افسانون سے مالامال ہین پس ان وجوہ سے
اس معمے کا حل کرنا اور زیادہ مشکل ہوگیا کہ اونکے اوضاع و اطوار کیسے تھے
ہمکو نہین معلوم ہوسکتا کہ ابتدائی حصہ سے لیکر زندگی کے درمیانی زمانہ تک
اس ناپاک اور حیرت افزا مکر سے اونکو کونسا خاص مقصد حاصل کرنا تھا جس کے
سبب سے وہ مورد الزام ہین - اگر حصول دولت کی طمع تھی تو خدیجہ کے ساتھ
متاہل ہونے سے وہ سردست دولتمند ہوچکے تھے اور اس مکر کے قبل کہ اونپر
وحی ربانی نازل ہوئی ہو اونھون نے کوئی خواہش اپنی سرمایہ مین اضافہ کی ظاہر
نہین کی - اگر یہ کہا جاسے کہ اعزاز کا حوصلہ تھا تو وہ پہلے ہی سے اپنے وطن مین
بوجہ فراست و دیانت کے معزز تھے اور نامور قبیلہ قریش کے ایک اعلی خاندان مین
سے تھے - اگر حکومت کا خیال کیا جاسے تو کعبہ کی محافظت معہ اس متبرک
شہر کی حکومت کے پشتہا پشت سے اونکے خاندان مین تھی اور بلحاظ حالات
ومرتبہ کے وہ مستحق تھے کہ دلیری سے اس عظیم الشان اہتمام کے امیدوار ہون
لیکن اونھون نے اپنے اس مذہب کے زیروزبر کرنے مین جس مین تعلیم پائی تھی
ان تمام فوائد کی بیخ کنی کرڈالی کیونکہ اونکے خاندان کے اقبال و اقتدار کی بنیاد

اوسی مذہب پرقی اور مباحثہ کرنے سے اونکے رشتہ دارون کی عداوت ۔ شہر والون کا عناد اور تمامی ہموطنون کا قہر وغضب مشتعل ہوتا تھا اور جو کعبہ کی پرستش کرنے والے تھے اونپر اور بھی برانگیختہ ہوتے تھے ۔ اس طریق نبوت کے اغاز مین نہ تو اونکو کسی قسم کی طمع تھی اور نہ یہ امید تھی کہ اونکے نقصانات کا معاوضہ ہو جائیگا بلکہ برخلاف اس کے یہ طریقہ ایک مشتبہ اور پوشیدہ حالت مین شروع کیا گیا اور برسون تک اس کے اسباب مین کوئی کامیابی نہین ہوئی ۔ جسوقت سے اونھون نے اپنے الہامات کا افشا اور اپنے اصول مذہب کا اظہار کیا اوسی وقت سے وہ مورد تضحیک و تذلیل و لعنت و ملامت ہو گئے ۔ اور اخیر مین ایسی شدید ایذا رسانی کی گئی جسنے خود اونکے اور اونکے دوستون کے اقتدار کو برباد کر دیا ۔ اور مجبوری اونکو اپنے خاندان کے بعض اشخاص کے ساتھ معہ اپنے تابعین کے ایک دوسری جگہ پناہ گزین ہونا پڑا اور بالآخر مثل ایک فراری کے اونکو غیر معین مسکن کسی غیر مقام مین تلاش کرنا پڑا ۔ پس کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے خروج کی حالت پر سالہا سال تک ثابت قدم رہے جس سے اونکا تمام دنیاوی اقتدار برباد ہو رہا تھا اور جسکی تجدید کا حوصلہ ایک موہومی امر تھا ۔ دنیاوی خواہشات سے قطع نظر کرنے کے بعد ہم اونکے اطوار کی بابت دیگر بیانات کی تلاش کرنے پر مجبور ہین تاکہ اونکی اس غامض

طریق کا اندازہ ہو سکے"

یہ امر مسلمہ ہی کہ محمدؐ صاحب کی مالی حالت روحانی حقیقت کی تعلیم کے زمانہ تک اوس درجہ مین عمدہ تھی جیسی کہ اونکے وقت کے حریص نوجوانون کی خواہش ہوا کرتی تھی۔ اونکے رشتہ دار دولتمند تھے اور اونکے چچا ابو طالب جنھون نے اونکے والدین کی وفات کے بعد اونکو اپنے خاندان مین شامل کرکے مثل ایک عزیز و شفیق و مہربان باپ کے پرورش کی عرب کے ایک بڑے دولتمند اور مرفہ الحال تاجر تھے۔

جس شخص کی حفاظت مین کعبہ تھا اوسی منصب کا قابض مستقل حاکم مکہ بھی تھا اور وہ محمدؐ صاحب کے خاندانی سلسلہ مین تھا۔ پس اگر اونکو ثروت کی خواہش ہوتی تو حسب حالت موجودہ اونکو جملہ مراتب معہ اونکے چچا کی وافر دولت کے حاصل ہو جاتے اور اگر وہ معاذاللہ مکار بے اصول اور حریص ہوتے جیسا کہ عام طور پر عیسائی اونکو خیال کرتے ہین تو واقعات کے قدرتی طریقہ پر بلاشبہ وہ استقلال کے ساتھ منتظر رہتے اپنے رشتہ دارونکے مورد الطاف ہوتے اور عرب کے اعلیٰ ترین اشخاص مین ایک دولتمند و معزز شخص ہوتے اور ہر قسم کے سامان آسایش و اسباب عیش و عشرت اور دنیاوی جاہ و حشم مہیا ہوتے لیکن اونھون نے اچھی راہ پسند کی اگرچہ

یہ راہ دشوار گزار و پر خار تھی اور دنیاوی امور کے لحاظ سے اونکی زندگی کو آلام و مصائب و صعوبات اور تلخ ناکامیون سے جو نہایت تکلیف دہ قسم سے تھین معمور کر دیا اور اس سے ایک سبق ان لوگون کو خوب دلنشین کرنا چاہتے جو مستحسن حق سے منھ پھیرے ہوتے ہین اور دولت و آسائش کے تعاقب مین جسکی جانب عالمگیر توجہ رجوع ہو رہی ہے مصروف ہین۔

جب پیغمبر صاحب نے دنیاوی امور سے قطع تعلق کیا تو ایک مدت مدید صوم و صلوٰۃ و استغراق مین بسر کی اور خورونوش صرف رطب و جو اور آبِ خالص پر رکھا اونکی یہ پرہیزگاری تا اختتام زندگی جاری رہی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات کامل ایک مہینے تک بجز رطب کے اور وہ بھی بہت قلیل مقدار مین کچھ نہین کھاتے تھے۔

کوہ حرا پر ایک غار تھا اور وہ جگہ اونھون نے اپنی عزلت نشینی کے واسطے پسند کی تھی۔ اور وہ ایک وقت مین چند دن استغراق مین صرف کرتے تھے اور وہان اونپر وحی نازل ہوئی تھی تاکہ حقانی نور دنیا مین جلوہ افروز کرین اور وہ شعلہ مشتعل کرین جو چند سال بعد نہایت آب و تاب سے روشن ہو گیا اور اور تمامی مشرق کو اپنی نورانی ضیا سے معمور کر دیا۔ اونکے ساتھ اکثر

اونکی وفادار بی بی رہا کرتی تھین جو اول اونکے اصول مذہب پر ایمان لائین
تھین اور بطیب خاطر سرگرمی و مستعدی سے اونکے کام مین شریک ہوتین
تھین اور جب وہ اپنی خلوت سے برآمد ہوتے تھے اور گھر مین اپنے گھر واپس آتے
تھے تو وہ نیکنامیان جو اونکو ملتی تھین عمل مین لاتے تھے اور اُن لوگون کی
اعانت کرتے تھے جو بیماری یا کسی حادثہ کے سبب سے اپنے لئے سامان مہیا
کرنے کے ناقابل تھے۔ اس طریقہ سے اونکی خاص کل دولت اور جو کچھ اونھون
نے خدیجہ کے ساتھ متاہل ہونے سے حاصل کیا تھا سب صرف ہوگئی۔

پس ہم کو لازم ہے کہ پیغمبر صاحب کے قبل بعثت و بعد بعثت جو یہ واقعات تسلیم کردہ
عالم ہین اونکا بخوبی موازنہ کرین۔ تاکہ اونکے چال چلن کی بابت ایک ناطق نتیجہ
نکل سکے۔ اور اُن نتائج سے ہم اپنے پیغمبر و دیگر پاک انبیا سے تطابق کرین
جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہین اوسوقت تک اونھون نے عام طور پر اُن حقایق
کی ہدایت کی کوشش نہین کی جنکا اونکو الہام ہوا تھا اور اونکی طرز زندگی پر علاوہ
اونکے رشتہ دارونکے بہت ہی کم توجہ مبذول تھی اوسوقت مین وہ مثل ایک
مسکین مجذوب کے سمجھے جاتے تھے اور لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اونھون نے
بیوقوفی سے اپنے وافر مال و متاع کو ضائع کر ڈالا جسکا سبب اونکے دوستو نیز

ظاہر نہین تھا۔ اور اُن لوگون نے اس مین کچھ زیادہ دلچسپی نہین حاصل نہین کی
لیکن مین بعد اونھون نے عام طور پر رسالت کو مشتہر کرکے اپنے سر پر تکلیفات و ایذا
و مصائب و بیرحمی کا پہاڑ اوٹھالیا اور لعنت و ملامت کا طوفان برپا کرلیا جسکا بیان
کم و بیش صراحت کے ساتھ مورخین نے قلمبند کیاہے ―
کیا کبھی کوئی پیغمبر ایسا گزرا ہی جسنے دنیا مین حیاتِ ابدی کا سچّا طریقہ سکھلانیکی
کوشش کی اور اوس کی راہ مین گلُ افشانی کی گئی ہو ؟ ایک بھی نہین !
دنیا کو امر حق سے ایک خباثت آمیز خصومت کے ساتھ نفرت ہے اور جو شخص ہدایت
کی کوشش کرتا ہی اوس کو دیوانگی سے خطاب کرتی ہی۔ جو دعوی کہ محمد صاحب
نے کیا جس سے کہ اہالیان مکّہ کا غیظ و غضب مشتعل ہوگیا مقناً اوسی کے
مطابق تھا جو دعوی ناصرہ[1] کے حضرت مسیح نے کیا تھا اور اونکے ساتھ
بھی پر طیش یہودیون نے ٹھیک ایسا ہی برتاؤ کیا۔ اونھون نے کہا کہ وہ نبی
اور خدا کے رسول ہین اور اللہ جلشانہ کی طرف سے اونکو الہام ہوا ہے کہ وہ قوم
عرب کو سچّی راہ نجات کی دکھلائین اور اونکو بت پرستی اور گناہون سے رہائی

---

[1] یہ اُس مقام کا نام ہی جہان حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے اور اپنی اوائل زندگی مین تیس برس اسی مقام پر بسر کئے۔ یہ مقام جیروسلم سے ۶۵ میل جانب شمال واقع ہی مردم شماری ۳۲۰۰ ہے ―
(من مترجم)

دین جو اونھون نے اُس فرقہ کی تقلید سے حاصل کر لیا ہی جسکا عقیدہ ہی کہ جسم و رُوح ایک شی ہے۔ اونھون نے متواتر اپنے سامعین سے بیان کیا کہ میری ہستی من قبیل معجزہ نہین ہی بلکہ مین بھی مثل تمھارے آدمی ہون میری جسمانی ساخت۔ دماغی عطیات قدرتی میلان و خواہشات مثل تمھارے یکسان ہین۔ لیکن مین نے حیات و ممات کے اسرار کا انکشاف اور زندگی جاویدکا سچا طریقہ حق ذوالجلال سے سیکھا ہی۔

محمدؐ صاحب نے بھی اپنے پیغمبر اور رسول اللہ ہونے کا اونھین معنون مین دعوی کیا ہی جن معنون مین موسیٰ۔ ابراہیمؑ۔ الیاسؑ۔ مسیحؑ اور دیگر برحق انبیا مرسلین نے دعوی کیا تھا۔ اونھون نے کوئی جدید مذہبی طریقہ نہین سکھلایا بلکہ اوسی ایک ابدی حقیقت کی تجدید کے متلاشی ہوتے جو ازل سے انسان کے واسطے مخفوظ تھی اور تاقیام دنیا باقی رہے گی اونکے اور حضرت مسیحؑ کے دعوی مین کچھ کمی و بیشی نہین تھی اور نہ حضرت مسیحؑ نے کبھی خدا اور خدا کا بیٹا ہونیکا اون معنون مین دعوی کیا جیسا کہ بعض گمراہ لوگ یقین کرتے ہین۔

سنٹ[1] جان کی انجیل کے باب ہشتم اور آیت پنجاہ و ہشتم مین یہ ایک مندرجہ ذیل

---

[1] اکسفورڈ یونیورسٹی مین تعلیم حاصل کی [illegible] مین پارلیمنٹ مین داخل ہوا اور ہاوس آف لارڈس کا ممبر ہوگیا [illegible] مین جنگی سکرٹری مقرر ہوا لیکن [illegible] مین اس سے مستعفی ہوگیا اور [illegible] مین سکرٹری دول

بیان ہی جو حضرت مسیح کی جانب منسوب کیا جاتا ہی جس سے ناظرین انجیل اور
مفسرین بہت پریشان ہوتے ہین لیکن جن امور کا حضرت مسیح نے دعوی
کیا اُن سب مین یہ بیان صریح اور واضح ہی اگر اصلی یونانی زبان سے اسکا
صحیح ترجمہ کیا جاتے - "مسیح نے اونسے کہا - فی الحقیقت - فی الحقیقت مین
تمسے کہتا ہون - پہلے ابراہیم تھا - مین ہون" اس آیت کی یہ عبارت قاعدہ
نحوی کے رُو سے بالکل مہمل اور بیمعنی ہی اسکا ٹھیک ترجمہ یہ ہے -
"فی الحقیقت - فی الحقیقت مین تمسے کہتا ہون مین ویسا ہی ہون جیسے میرے
پیشتر ابراہیم تھے" اسکا یہ مطلب ہی کہ مین بھی مثل ابراہیم کے الہامی پیغمبر ہون
حضرت مسیح نے اس کو تسلیم کیا ہی کہ اونکے قبل پیغمبران برحق گزر چکے ہین
بعض اسلامی فضلا کا اصرار ہی اور اونکے دلائل و براہین ناقابل لحاظ نہین ہین
کہ حضرت مسیح نے بتصریح محمد صاحب کے آمد کی پیشین گوئی اس بیان کے ساتھ

خارج ہوا شاہزادی این کی دوت کے بعد بوجہ مخالفت کے اسکو فرانس بھاگ جانا پڑا - جارج اول کے
عہد مین اسکو لندن آنیکی اجازت ملی لیکن چونکہ اُس زمانہ مین سر رابرٹ والپول وزیر تھا اس نے ہاوس آف لارڈس
مین اس کو نہین داخل ہونے دیا - یہ بات سنٹ جان کو بہت شاق گذری اور اُس نے وزیر کی مخالفت مین صدہا
مضامین لکھے حتی کہ اوسکی وزارت کو شکست کردیا ۱۷۳۵ع وہ دوبارہ فرانس گیا اور اپنے باپ کی موت کے بعد وطن
جا کر پیرو اپس ہوا اپنی زندگی بقیہ حصہ اس نے تصنیف مین صرف کیا - علم تاریخ و فلسفہ و الہیات کے متعلق آخر زندگی
تک لکھا کیا - پیدایش ۱۶۷۸ء موت ۱۷۵۱ء - (من مترجم)

کی کہ آخر الذکر اونکے معتقدین کو صراطِ مستقیم کی جانب رہنما کر گئے۔

مین آپ لوگون کو یقین دلاتا ہون کہ عربی پیغمبر نے کبھی بھی تعلیم نہین دی جو حضرت مسیح کی اصلی ہدایات سے مختلف ہوتی ہو بلکہ برخلاف اس کے اگر دقیق نظر سے مذہبِ اسلام کے سچے معتقدین اور حضرت مسیح کے حوارین سے جنکو اونھون نے تعلیم کیا مقابلہ کیا جائے تو اس امر کے واضح ہونے مین ہرگز ناکامی نہوگی کہ دونون فریق اپنے اغراض و مقاصد مین مطابق ہین۔ محمد صاحب نے اکثر ناصرہ کی جانب حوالہ دیکر ان الفاظ کا استعمال کیا کہ "ابن مریم الہامی پیغمبر تھے اور خدا کی طرف سے یہودیون کی ہدایت کے واسطے بھیجے گئے تھے" حضرت مسیح سے اونکو محبت تھی اور اونکے دل مین اونکا نہایت اعزاز و احترام تھا لیکن بیہودہ اصولِ مذہب۔ غلط توہمات اور سست اعتقادی سے جسکا غلطی سے مسیحی طریقہ نام رکھ لیا تھا اونکو سخت نفرت تھی۔ اونھون نے بتلایا تھا کہ تکمیلہ انسانیت کے واسطے بعض زمانون مین نبی پیدا ہوئے تاکہ خلق اللہ کو اونکے بدعتی عقائد کی خراب حالت۔ طمع و خودغرضی وہوا و ہوس کی گرفتاری سے رہائی دیکر سچی راہ کی جانب ہدایت کرین جہان سے وہ خواہشاتِ نفسانی کے شوق مین آوارہ ہوئے تھے۔ اور بتلائین کہ انسانیت کے درجاتِ عالی اور

روحانی حکمت کے حصول کا یہی ربانی طریقہ ہے او نھون نے بیان کیا کہ تین
ختم المرسلین ہون اور مین کوئی طریقہ اپنی منتقب مین کی ہدایات سے مختلف
نہین سکھلاتا بلکہ میرا مقصود ہی کہ اوسی ایک افضل و اعلیٰ حقیقت کو از سرِ نو
قایم کرکے اپنے عربی بھائیون کے دلنشین کردون - اس ادعا کا اثبات وجواز
اوسپر روشن ہی جس کو اسلامی فلسفہ کا کچھ علم ہی -

تیسرا باب

عمل ارکان خمسہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۠ (سورہ اخلاص پارہ عم)

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ
اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ (سورۂ نور (۲۴) پارہ قد افلح المومنون (۱۸))

بجز دوسرے طریقے کے جو اسلامی پیغمبر نے تعلیم کیا علم بشری مین کوئی ایسا
مذہبی طریقہ نہین ہی جسکی نسبت صدہا سال تک عیسائیون سے ایسی فاش غلط فہمی
اور سراسر غلط بیانی ہوئی ہو - کرہ ارضی کی انگریزی بولنے والی قوم کو اس مذہب
سے ایسا سخت تعصب ہی کہ وہ اس تحریک کو بھی ایک معمولی حقارت آمیز خندہ زنی کے

ممول کر دیتے ہین اگر اون سے کہا جاے کہ "ممکن ہے یہ مذہب حق ہو یا کم سے کم نظر تعمق کے ساتھ اور غیر متعصبانہ طور پر قابل تحقیق ہے" گو یا صریحًا یہ ایسی مہمل بات ہے کہ سنجیدگی سے اسپر غور بھی نہین کرنا چاہیے - یہی سخت و نامعقول تعصب باشندگان یورپ و امریکہ کو جو مشرق کی سیاحت کرتے ہین مسلمانون کی تمدنی حالت و مذہبی زندگی اور اسلامی سچے عقائد کے صحیح معلومات کے حصول سے باز رکھتا ہے - یہی خود بینی اور فضیلت کا غرور جسکو وہ معمولًا اپنے ساتھ لے جاتے ہین اعلیٰ ترین و تعلیم یافتہ طبقہ کے مسلمانون کو اونکی مجالست سے پسپا کر دیتا ہے اور جو کچھ ادنیٰ طبقہ سے حاصل کیا جاتا ہے وہ کسی معنی مین قابل اعتبار نہین ہوتا - اور یہ اسی طبقہ کی معلومات ہے جس کے بھروسے پر مسلمانون کی تمدنی حالت و عقائد پر رسالون مین مضامین اور کتابین لکھنے کا جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ تصنیفات یورپ و امریکہ مین شائع ہوتی ہین -

جس زمانہ مین اسلامی اسپین[1] اعلیٰ درجہ کی تہذیب و شایستگی کا مرکز علم و دولت کا مسکن - اور سرچشمہ علوم و فنون ہو رہا تھا عیسائی یورپ نجاست کے دلدل مین پھنسا ہوا تھا ذلت و جہالت مین مبتلا ہو کر اسلام کے متعلق کذب آمیز اختراعات کرتا تھا

---

[1] یہ ملک یورپ کے جنوب مغرب مین واقع ہے - بحر اطلانٹک و بحر میڈیٹرنین و پرتگال و فرانس سے محدود ہے - اسکا رقبہ ۱۸۲۷۵۵ میل مربع ہے - مردم شماری ۱۶۹۵۸۱۷۸ ہے - (من مترجم)

اور اُن لوگون سے بغض وحسد تھا جو ہر امر مین اونسے بدرجہا افضل تھے۔
یہ عداوت نسلاً بعد نسلاً وراثتاً پہونچی ہی اور اسکا اثر عیسائی مصنفین کی تصنیفات موجودہ
مین جو اونھون نے محمدؐ صاحب اور اسلام کے متعلق لکھی ہین واضح طور پر موجود ہے
جس عیسائی مصنّف نے اسلامی پیغمبر کے چال چلن اور اونکی ہدایات کے متعلق جو قیمتی
سے کوی بیان لکھا ہی اوسنے بھی اپنے جذبات کا استنباط اوسی قدیم عیسائی منبع
سے کیا ہی اور صدہا سال پیشتر کے غلط خیالات اور کذب کے استقرار مین بہت
کچھ اضافہ کردیا لیکن جب جان ڈیونپورٹ اور گاڈفری ہگنس سا کوی آدمی ہو
کر وہ جھوٹی تاریخ کے کوڑے کرکٹ کو صاف کرکے سچائی کے بعض حصّون کو روشنی
مین لاکر دکھلائے جس سے انگریزی بولنے والی دنیا کو دائمی حقیقت کی جھلک نظر آئی
جو لکھوکھا بنی آدم کے دلون پر حکومت کررہی ہی

قبل اس کے کہ مین اسلامی طریقہ کا تفصیلی بیان قلمبند کرون مجھے یہ لکھنا کہ
مشرقی مسلمانون سے جہانتک مین نے تحقیق کی اور جو تجربہ حاصل کیا اُس سے
مجھکو صداقت کے ساتھ اعتقاد ہوگیا کہ اگر انسان کے واسطے روحانی ترتیب کا کوی مکمل
طریقہ ہے تو بھی ایک جو نوع انسان کے ہر طبقہ پر منطبق ہو سکتا ہی۔ اسکی بنیاد
اوسی ازلی حقیقت پر ہی جو ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ تک بذریعہ منتخب رسولان

منجانب اللہ کے انسان کو حوالہ کیا گیا یعنی حضرت عیسیٰ سے لیکر محمد صاحب تک یہ
ایک طریقہ ہی جو ہر دوست کی اس خواہش کو پورا کرسکتا ہی کہ اس کو اعلیٰ ترین ہستی نسبت
انسانی علم مین بھی ایک طریقہ ہے جو ہوبہو دلیل و حکمت کے مطابق ہو یہ دلیل اوہام
سے مبرا ہی اور اسکا استغاثہ براہ راست انسانی عقل و فہم کی جانب رجوع ہوتا ہی
یہ ہر شخص کو بالانفراد اپنے افعال و خیالات کا جوابدہ ٹھہراتا ہی اور قایم مقام
کفارہ کی تعلیم سے ارتکاب معاصی کی جرات نہین دلاتا - یہ دینی مطالب مین
ممتاز و مرتفع ہی اور انسانیت کے اعلیٰ ترین و ذی عظمت اجزا سے مشتمل ہے
اگر عقل و فراست اور راستبازی سے اسپر عملدرآمد کیا جاتے -

مجھے معلوم ہی کہ میرے اس بیان سے بعض عیسائی جو وسیع الخیال ہین اس کتاب
کے مطالعہ کی جانب راغب ہونگے اور یہ بھی سوال کرینگے کہ ہر طبقہ کے مشرقی مسلمانو
سے اسقدر وسیع ربط و ضبط کے بعد اسلامی تاثیرات کے ارتفاع و امتیاز
کی کوئی بعینہ شہادت مجھے ملی - البتہ عقلمند عیسائی اس سوال کے استفسار سے
باز رہیگا لیکن ظن غالب ہی کہ عقل سے معذور گرجا والا ہولناک مسئلہ تعدد
ازدواج کے متعلق کماحقہ مباحثہ کے بعد یہ سوال کریگا - کیونکہ عیسائی تقریباً عام طور پر
مسلمانون کے مذہب کے متعلق اس مضمون کو اول اور نہایت اہم سمجھتے ہین -

اگر ہم کسی مذہبی طریقے پر بلحاظ پیروان مذہب کی اخلاق و تمدنی حالت کے
غور کرین تو مسیحی طریقہ اس درجہ قابل الزام ٹھہریگا کہ فوراً انظر انداز کر دیا جائیگا۔
اگر کسی مسلمان کا ایک عیسائی سے جو بلحاظ قابلیت و تعلیم و استعداد
دنیاوی باہم متساوی ہون مقابلہ کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ وہ مسلمان
بہ نسبت عیسائی کے اخلاقی و روحانی ادراک کے متعلق عمدگی و پاکیزگی کے ساتھ
خیالات ظاہر کریگا۔ اگر مین کبھی اپنی زندگی مین نہایت مبتذل اور سست عقیدہ
لوگون سے ملا ہون تو وہ لوگ ہین جو اپنے کو عیسائی کہتے ہین۔ وہ ہرگز عیسائی
نہین ہین اور نہ یسوع ناصری کی اصلی ہدایات سے اونھین کچھ تعلق ہے لیکن وہ
اعتقاد رکھتے ہین یا اعتقاد کا دعوی رکھتے ہین کہ اصول مذہب مسیحی کے پابند ہین
ہر مسلمان جانتا ہے کہ سچے مسلمان ہونے مین صرف چند الفاظ یا فقرات کا طوطے کی
طرح رٹ لینا کافی نہین ہے بلکہ اس کے واسطے کسیقدر اور بھی احتیاج ہے۔
کیونکہ اگر کوئی شخص کہے کہ مین مسلمان ہون تو اس سے یہ نتیجہ نہین نکل سکتا
کہ وہ پیغمبر صاحب کی ہدایات کو سمجھتا بھی ہے اور جب یہ بات حاصل نہین ہے تو وہ شخص
اسلامی اغراض و نتائج کی تمثیل مین بطور مناسب نہین تسلیم کیا جا سکتا۔ کسی مذہبی
طریقے پر اوس کے ظاہری معتقدین کے افعال و اقوال کی مناسبت سے عمدگی

کے ساتھ فیصلہ نہیں ہوسکتا بلکہ صرف وہ ابتدائی تعلیمات اور مسائل جو بمد تنقیح و تکمیل معین ہوچکے ہیں اونکی نسبت رائے قائم کرنے مین ہماری رہنمائی کرتے ہیں مجھے امید قوی ہے ناظرین رسالہ کو یقین دلاؤنگا کہ اسلامی طریقے مین کوئی بات ایسی نہیں ہے جو بدکرداری۔ ناپاک خیالات۔ اخلاقی تنزل وسواس یا تعصب کی جانب مائل کردے۔ بلکہ برعکس اسکے یہ اُس جانب راغب کرتا ہے جو انسانی چال وچلن کیواسطے ایک اعلیٰ ترین وشستہ طریقہ ہے اور اگر ہم کسی مسلمان کو دیکھین کہ وہ اپنی عادات مین ناپاک یعنی کاذب۔ بیرحم۔ ناشکیب۔ بے امتیاز اور متعصب ہے تو ہم کو فوراً یہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ وہ اسلام کا سچا پیرو نہیں ہے اور حقیقت مذہب کے حصول سے جسکا وہ دعوی کرتا ہے بالکل بے بہرہ ہے۔

اب ہمکو مذہب کے ظاہری اصول اور نمایان ڈھانچے کی طرف غور کرنا چاہئے یعنی خدا کی وحدانیت۔ طہارت۔ نماز روزہ حج۔ زکوۃ۔ یہی اصول مذہبی عمارت کی بنیاد کہے جاتے ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ انھین کا سمجھ لینا ایک ذہین آدمی کے واسطے کافی ہے۔

اسلام کے لفظی معنی تسلیم ورضا کے ہین اور اسلامی عبادت گویا تمنا ہے اوس روحانی رفعت کی جو ہر شخص کے پاس اور ہر شخص کے دل مین ہے۔ انجیل ہم کو یہ

سکھلاتی ہی "کہ آسمانی بادشاہت ہمارے دل مین ہی" اور قرآن ہمکو یہ تعلیم کرتا
ہے۔ "ونحن اقرب الیہ من حبل الورید" لفظ اسلام کے جس سے مسلمان
اپنے مذہب کی شناخت کراتا ہی یہ معنی ہین کہ نیک و پاکیزہ و عبادت کے قابل اور
معبود حقیقی کے ساتھ راضی برضا ہی۔
مسئلہ توحید کی صداقت قدرت کی جملہ موجودات سے ظاہر ہی اور جہانتک حیطہ علم
انسانی مین ہی ہر بانی مذہب نے اس کو توضیح و تصحیح کے ساتھ تعلیم کیا ہے۔ عیسوی تاریخ
بھی اس واقعہ سے مشتمل ہی کہ حضرت مسیح کی موت کے ۳۰۰ برس بعد مسئلہ تثلیث
بشپ اتھناسیس نے اختراع کیا اور خود حضرت مسیح نے نہ تو کبھی یہ تعلیم کیا اور نہ اوس کے
متعلق کبھی سنا۔ بت پرستی اور تعدد خدا ان لوگون کی ایجاد ہی جو گمراہ ہین۔ کسی سچے
الہامی ہدایت کنندہ نے یہ اصول کبھی تعلیم نہین کئے۔ روحانی علم بلا کسی شبہ کے
خدا کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہی اور اس مسئلہ کے حق ہونے کی شہادتین ہم کو اپنی زندگی
کے روزانہ کاروبار مین مبارکباد دیتی ہین یہ شہادتین اوس شخص کے دلنشین ہو سکتی
ہین جو تعصب سے علیحدہ ہو کر انپر غور کرے۔
اگر کوئی شخص محمد صاحب کی تعلیمات کا تجزیہ کرے تو اوسے معلوم ہو جائیگا کہ وہ
اخلاقی ہیئت مین موسی۔ ابراہیم۔ عیسی و دیگر پیغمبران برحق کی اخلاقی تعلیمات کے

بالکل مطابق ہیں۔ جو طریقہ اونھون نے جاری کیا وہ نفس الامر مین بالکل اوس سے مخالف تھا جو سابق ہین دنیا کو عطا کیا گیا۔ کیونکہ اونکی یہ رسالت تھی کہ وہ ایک ایسا تمام کمال مجموعہ پیش کرین جسکا عام طور پر مقصد ہو کہ وہ آن بدعتون اور غلطیون کی صحت و بیخ کنی کرے۔ جو پیغمبران سلف کے تعلیم کردہ اصول مذہب مین واقع ہو گئی تھین اونکا صریح مقصود نوع انسان کو بت پرستی سے باز رکھنا اور قواعد و قوانین کا ایک ایسا سلسلہ قایم کرنا تھا جسپر راستبازی و ادراک کے ساتھ عمل درآمد کرنے سے انسان کو تقرب بارتیعالے حاصل ہو جاتے اور باطنی پاکیزگی و شستگی کے ساتھ تصفیہ ظاہری بھی معہ دیگر خوبیون کے میسر ہو۔ اونھون نے کامل طور سے تبلیغ رسالت کی اور اسوقت تک نہین طلب کئے گئے جب تک اونھون نے یہ نہین دیکھ لیا کہ اسلامی طریقہ اونکے مقلدین کے دل و دماغ مین بالاستحکام جاگزین ہو چکا ہے۔

البتہ سردست ہم اسلامی طریقے کو صرف اوسکی ظاہری و مروجہ ہیئت کے مطابق قیاس کر سکتے ہین لیکن جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اگر اسکی اندرونی حالت تعمق سے دیکھی جاوے تو بہ نسبت نظر اول کے زیادہ فلسفیانہ معلوم ہوگی۔ اور اگر صرف اوسکی بیرونی حالت کا ملاحظہ کیا جاوے تو اوس کی افضل ترین خوبی اس سے ظاہر ہے کہ نوع انسان کے جمیع طبقات یعنی ایک ادنی قلی سے لیکر اعلیٰ درجہ کے صاحبانِ غرور

اور ماہران علوم کی روحانی ضروریات کے تمامتر مطابق ہے۔ قوت مدرکہ یا وقوف عامہ سے اس کو کوئی انحراف نہین ہے اور نہ کسی درجہ مین عدل و رحم کی فطرتی تحریک کے یہ مخالف ہے۔ اس کو ان امور کے اعتقاد کی احتیاج نہین ہے جو من قبیل فوق العادت ہین اور نہ باطل اوہام و غیر ممکن اصول کی قبولیت کی ضرورت ہے۔ خیالات اقوال و افعال کی پاکیزگی صفائے ظاہری و باطنی۔ خلوص کے ساتھ مستحکم و غیر متزلزل رجحان باریتعالی کی جانب۔ بغیر ضی سے برادرانہ محبت۔ یہ خاص اغراض تلاش کردہ ہین اور یہ مطالب ایسے مکمل ہین جنکا ذہن نشین کرلینا ہر شخص کے امکان مین ہے

پیغمبر صاحب نے شد و مد کے ساتھ بیان کیا کہ نماز مذہب کی بنیاد ہے اور اونھون نے اپنے طریق مذہب کے دیگر ارکان کی بہ نسبت اسپر بہت زیادہ زور دیا تاکہ نماز کی وقعت و عظمت زیادہ تر توضیح سے ظاہر ہو و نیز دیگر ارکان کی تعمیل منضبط رہے۔ وضو کا حکم دیا گیا۔ یہ اونکا مین ارادہ تھا کہ وہ طہارت کا خیال ایک موثر اور مستقل طریقے کے ساتھ اپنے مقلدین کے دلنشین کردین۔ طہارت کے قاعدہ مین مثل دیگر قواعد کے ہم بلا تامل دیکھتے ہین کہ اونھون نے نفاذ عادت کو سمجھا اور پسند کیا۔ کوئی مسلمان جو روزانہ اوقات معینہ کا نماز گذار ہے کبھی نماز کا قصد بلا خیال وضو نہ کریگا اور اسطرح کم سے کم دن مین پانچ مرتبہ اوس کو ہاتھ منھ پاؤن صاف کرنے

پڑھتے تھے۔ اور باقیمانے کے حکم مذہب کے لباس کے بین درجہ آخر تک وہ ظاہر رہتا ہے اور یہ اوسط بہ نسبت کسی دوسرے مذہب کے بہت زیادہ ہے اس طرح سے اون کو جسمانی صفائی کی ایسی عادت ہو جاتی ہے کہ وہ اس سے کبھی بلا انحراف مذہب انحراف نہیں ہو سکتا اس مضمون کے متعلق جتنی شہادتین موجود ہین اون سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب کا یہی مقصد نہین تھا کہ صرف مونہ اور ہاتھ پاؤن خوب صاف رکھے جائین بلکہ جسم کے کل حصّے اور لباس طاہر ہونے چاہئین جبکہ مونہ کعبہ کی طرف کیا جاتا ہے اور دل خدا کی جانب۔

کوئی ذی فہم طبیب اس سے انکار نہین کریگا کہ جسمانی صفائی۔ عادات معینہ اور غذاے سادہ معین صحت جسمانی نہین ہین روحانی فلسفی کا اصرار ہے کہ تاخیر اوقات۔ غیر معین عادات۔ مختلف اقسام کی اوباشی عیش و عشرت مین منہمک رہنا جسمانی صحت کے واسطے بھی اوسی طرح مضر ہے جسطرح اخلاقی صحت کے لئے۔

اسلامی طریقے مین اوقات عبادت ناقابل تنسیخ طور پر معین کئے گئے ہین۔ نماز اول اوس وقت مین ادا کرنی چاہئے جبکہ آفتاب کی پہلی کرن افق مشرق کو منور کرے۔ طلوع آفتاب کے بعد تا وقت ظہر نماز نہین پڑھنی چاہئے۔ پس کل مسلمانون کو قبل طلوع آفتاب بیدار ہونا چاہئے۔ نماز دوم بارہ و دو کے درمیان ہونی چاہئے۔

سوم چار پانچ کے بیچ میں - چہارم ٹھیک جسوقت کہ آفتاب کی روشنی مغرب میں زائل ہو جائے - پنجم بوقت عشاء - نماز بوقت نصف شب نہایت مستحسن سمجھی گئی ہی لیکن یہ واجب نہیں ہی - نماز پنجگانہ کے قبل نماز گزار کو آیت قرآنی مندرجہ ذیل کے مطابق عمل کرنا چاہیے " فغسلو وجوھکم وایدیکم الے المرافق و امسحو برؤسکم وارجلکم الے الکعبین - " اس مکمل طریق عبادت سے یہ منشا ظاہر ہوتا ہی کہ صفائی اور خوش اسلوبی کی عادت ہو جائے جس کے اخلاقی نتائج کی بابت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہی - انسان عادت کا محکوم ہوتا ہی اور مثلاً جب کبھی وہ کسی خندق مین گر جاتا ہی تو بلا کسی غیر معمولی کوشش کے اُس سے باہر نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے تاوقتیکہ وہ اس چیز کا تعاقب نکرے جو زمین سے کسیقدر قریب ہی - پس اگر کسی شخص کا روزانہ نماز پنجگانہ کا معمول ہوگا تو یہ عادت تا دم مرگ اُس سے ملحق رہے گی اور جسقدر مذہب کے اصُول مبادی کا علم ترقی پذیر ہوگا اوسیقدر اوس کی عادت مین شوق و مستعدی کے ساتھ ترقی ہوگی -

اسلامی طریقہ کی دیگر دانشمندانہ تجاویز مین سے ایک قاعدہ نماز جماعت کی متعلق ہی ہر مسلمان کو یہ تعلیم دیجاتی ہی کہ حتی الامکان جماعت کے ساتھ نماز پڑھے اس قاعدہ کی بابت بہت سے معقول وکافی دلائل موجود ہین جنپر بعنوان فلسفہ اسلامی

اتحت ہو سکتی ہی۔ لیکن سرِ دست ہم ایک نظر اسی منظر پر نگاہ کرتے ہین۔ اول تو
اس سے یہ مراد ہی کہ قومی تفریق معدوم ہوجاتے آقا و ملازم ایک عام سطح پر خدا کے
رو برو حاضر ہون جسکے نزدیک کل انسان مساوی ہین اور امیر و غریب سوداگر و
دوکاندار۔ اہلِ حرفہ وغیرہ جہانپونکی طرح مسجد مین نماز کے وقت پہلو بہ پہلو کھڑے
ہون اور جب کبھی کوئی گروہ مسلمانون کا وقت مذکورہ پر وارد ہو تو اونمین سے
ہر شخص کو لازم ہی کہ اپنے ذاتی اعزاز کو علیحدہ کرکے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔
یہ بھی ہر مسلمان کا فرض ہی کہ اگر وہ کہین پر وارد ہو اور نماز کا وقت ہو جاتے تو اوسکو
نماز ادا کرنی چاہیے اور اگر جگہ مناسب نہو تو اُس سے بہتر موقع تلاش کرنا چاہیے
نماز کے متعلق جتنے قواعد ہین اونکا حقیقتاً یہی منشا ہی کہ معاملات مین ایمانداری و
راستی کا برتاؤ کیا جاتے۔ مذہب کی جانب بدرجہ اتم انہماک ہو اور ایک برحق خدا
کی پرستش کیجائے ۔ یہ عام طور پر تسلیم کرلیا گیا ہی کہ وہ شخص اپنے کو مسلمان کہہ
سکتا ہی جو خدا کی وحدانیت اور پیغمبر صاحب پر نزول وحی کا اعتقاد بیان کرے لیکن
وہ شخص اسلام کا سچا معتقد ہرگز اوس وقت تک نہین ہوسکتا جب تک کہ وہ رجوع قلب سے
نماز نہ پڑھے اور اُسکی نماز کا یہ مقصد ہونا چاہیے کہ اوس کی روح کو تقرب خدا
حاصل ہو۔

قرآن کا حکم ہی "یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون" یہ ایک قانون مقررہ ہی اور کرہ ارض کے ہر طبقہ مسلمانان میں کم و بیش اخلاص کے ساتھ سالانہ ماہ رمضان میں اسکی تعمیل کیجاتی ہی مسلمانوں کے سال کا نوان مہینا رمضان ہی اور قبل از طلوع بیاض سحری تا غروب آفتاب روزانہ روزہ رکھا جاتا ہی - یہ مہینا رمضان دو وجہوں سے کہا جاتا ہی یا تو یہ کہ گرم موسم میں واقع ہوتا تھا یا یہ کہ مہینے بھر کا روزہ آدمیوں کے گناہوں کو جلا دیتا ہی ہمیشہ سے ہر مذہبی طریقہ کا ایک جزو روزہ ہی کیونکہ وجوہ کو اوس کے بانیان طریقہ ہی خوب جانتے ہین اور وہ لوگ جنھون نے حیات کے افشاے راز مین فکر وسعی کی ہی تاریخی سلسلے کو وقت سے لیکر پیغمبر صاحب کے زمانہ تک یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ جتنے الہامی ہادی مذہب گذرے ان سب لوگون نے اپنے مقلدین کو تعلیم روزہ داری کی - اور جن لوگون نے دنیا کے کسی حصہ مین روحانی رفعت حاصل کرلی اونھون نے بھی اس کی تعمیل پر اصرار کیا - پس اس سے یہ نتیجہ مستخرج کرلینا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس کے متعلق کوئی مستحکم سبب ہی - یہ ایک مسلم الثبوت مسئلہ ہی کہ جسقدر جسمانی طاقت و توانائی مین ضعف ہوتا جائیگا اوسیقدر روحانی قوت مین تیزی و زیادتی ہوجائیگی جس وقت مین کہ ہمارا معدہ خالی ہوتا ہی - ہم نہایت سہولت سے غور کرسکتے ہین اور

اپنے خیالات کو بآسانی قابو میں رکھ سکتے ہیں بمقابلہ اُس حالت کے جبکہ ہم خوب شکم سیر ہوتے ہیں۔

جس عمل میں کہ روح وجسم ایک شی یعنی مادی ہے اوس کے جملہ انکشافات کے لحاظ سے بہ خوبی ظاہر ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے میں کوئی نمودی عمدگی ہے اور یہ ایک محض طریقہ نمو توہم یا صرف طریق انضباط نہیں ہے۔ اسکا اصلی مقصد روح کو دنیاوی خیالات وخواہشات کے بوجھ سے سبکدوش کرنا ہے اور روحانی حقیقت کے استقبال کے واسطے مستعد رہتا ہے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ یہ ایک تزکیہ وتصفیہ روح ہے تاکہ اوس کو اُس اعلیٰ ترین روح کی حضوری کی قابلیت ہو جاوے جو ہر شخص کے رگ گلو سے قریب تر ہے۔

لیکن اسوقت ہم کو صرف صوم کے ترتیبی نتائج سے سروکار ہے جو اُن روزہ داروں کے واسطے غایت درجہ میں فائدہ بخش ہیں جو اس فرض کو بہ خلوص واحترام ادا کرتے ہیں اور اگر عادتاً بھی بلا کسی خیال علوی مقاصد کے اسپر عملدر کیا جاوے تو ایک مسلمان روحانی تکمل کی راہ سے کسیقدر فاصلہ پر جا رہتا ہے جہاں وہ اُس حالت میں بھی پہنچ سکتا تھا جبکہ وہ روزہ داری کی کوشش نکرتا۔ البتہ روزہ دار میں جسقدر صدق وخلوص زیادہ ہوگا اوسیقدر مدارج بلند ہونگے اور عاقبت میں اجر عظیم حاصل ہوگا۔

ہے کہ ہر شخص مجاز ہے کہ وہ اپنے واسطے جو طریقہ مناسب سمجھے اختیار کرے لیکن معلوم رہنا چاہیے کہ مذہبی قانون روزہ داری کا حکم دیتا ہے۔ خدا کی اطاعت صلہ کے لائق ہے لیکن خلوص و شادمانی کے ساتھ بدرجہا زیادہ مستحسن ہے بہ نسبت اس کے کہ بیدلی اور بے پروائی سے بجا آوری ہو۔

جسطرح ہفتہ میں ایک دن اور دن میں پانچ مرتبہ خدا کی جانب رجوع ہونا پڑتا ہے اوسی طرح سال میں ایک مہینا روزہ کے سبب سے خدا کی نذر کیا جاتا ہے۔ اس مہینے میں ہر مسلمان کو یہی لازم نہیں ہے کہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک صرف خورونوش سے باز رہے بلکہ روزہ باطل ہو جاتا ہے اگر اس ماہ میں غصہ کیا جائے۔ خواہش نفسانی ظاہر ہو یا غیبت و دروغگوئی کیجائے۔ کمینہ خواہشات کو ضبط کرنا بھی اوسی درجہ میں روزہ کا جزو ہے جس طرح آب و طعام سے پرہیز کرنا ہے۔ پس کیا کسی شخص کے واسطے ممکن ہے کہ وہ سال میں ایک مہینے تک نیک خصلت رہے بغیر اس کے کہ اوس نے اپنی مجموعی حالت بقیہ گیارہ مہینوں میں کسی حد تک فائدہ بخش رکھی ہو۔

روزہ کا خاص مقصد علاوہ کمینہ خواہشات نفسانی کی عارضی ترتیب کے زیادہ تر مرتفع ہے۔ یہ ایک معقول تجویز ہے اگر صدق و عرفان اور عبادت گزاری کے طریقے سے اسپر عمل کیا جائے تو لامحالہ یہ انسانی روح و ذات باری کے درمیان ایک قریبی تعلق سا

جسکی بابت قرآن مجید کہتا ہی کہ وہ رگ گلو سے قریب تر ہی

اب اگر یہ صحیح ہی کہ روزہ و نماز با استغراق کا اثر و منتہی فوراً ظاہر ہوتا ہی تو اب
طعام کا احتراز روحانی قوت کو حیوانی خواہشات پر غالب کر دیتا ہی اور روح بلا رادہ
خدا کی جانب پیش و حاضر کیجاتی ہی —

صریحی پیغمبر صاحب کا یہ قصد تھا کہ وہ اپنے مقلدین کو مثل طہارت و نماز کے حصول عادت
صوم کی بھی ترغیب دین تاکہ یہی عادات اونکی اولاد مین نسلاً بعد نسلٍ قایم رہین اور اس طریقہ
کے مطابق جملہ نوع انسان راہ راست اختیار کرین - بارہ سو برس گزر چکے ہین
لیکن ماہ رمضان کا انتظار کیا جاتا ہی اور دنیا کے جملہ فرقہ مسلمانان مین اسکا احترام
کیا جاتا ہی - کیونکہ ان لوگون نے روزہ داری کی عادت حاصل کر لی ہی اور وہ اوسنے
ملحق ہو کر اس درجہ مین منقسم ہی کہ اونکے دائرہ خیال سے بھی باہر ہے —

جس شخص نے دقیق اور غیر متعصبانہ نگاہ سے اسلامی طریقہ کو جانچا ہی وہ کہہ سکتا ہی
کہ کس معقولیت اور دانائی سے اسکی ترتیب کی گئی ہی اور کسقدر وسیع و پراثر نتایج
حاصل ہو سکتے ہین اگر صدق و عرفان سے اسپر عمل کیا جاتے - ہم سب عادت کی قوت
سے آگاہ ہین خواہ وہ مستحسن ہو یا قبیح اور گناہ و برائی مین مبتلا ہو جانا کسقدر آسان ہی
اس نسل مین بہ نسبت صالح ہونے کے بدکار رہنا بہت سہل و آسان معلوم ہوتا ہی

اسلامی اعمال کا تیسرا رکن زکوۃ ہے۔ اسکی بابت کسی تشریح کی چندان ضرورت نہین ہی کیونکہ ہر مذہبی طریقہ کا یہ ایک جزو ہے اور بخشش کرنے والے کے حق مین اوسی مناسبت سے فائدہ بخش ہے جسقدر کہ اس کو اپنی داد و دہش کے ساتھ بے تعلقی ہے

چوتھا رکن صیغہ اخوت ہی۔ پیغمبر صاحب نے جسوقت سے مدینہ مین سکونت اختیار کی منجملہ دیگر امور کے یہ اونکا پہلا کام تھا کہ اونھون نے جلسہ اسلامی اخوت کی ترتیب شروع کی اور اس اخوت مین وہ صادق اور وفادار اشخاص شامل تھے جو اتصال کے ساتھ باہمدگر اوسوقت مین مجتمع تھے جبکہ اسلام کے ابتدائی زمانہ مین وہ لوگ مصائب و تکلیفات کے انبار مین دبے ہوئے تھے اور تیز روی سے ترقی کرنے والے غول کے ساتھ اوسوقت تک شانہ بشانہ ہوکر ثابت قائم رہے جب تک کہ اوضون نے اپنی مذھبی کشتی سے تمامی مشرق کو معمور نہین کر دیا۔ اسلامی طریقے مین صیغہ اخوت ایک نہایت ضروری ترکیب ہی اور پیغمبر صاحب کی تمامی عمر کی تعلیمات مین برادرانہ محبت کا ایک مستحکم خیال موجود ہی اور مثل ایک نقرئی سلسلہ کے میدان طلا مین مسلسل ہے۔

جب تک کہ جوہر اخوت اسلامی طبقہ مین قایم رہا اور برادرانہ محبت و مودت کا شعلہ حامیان مذہبِ حق کے دلون مین مشتعل رہا اس وقت تک اسلام نے اپنی اقتدار و حکومت کے سمت الراس مین ناقابل مزاحمت ترقی جاری رکھی۔ لیکن جس وقت سے کہ

نفاق و اختلاف نے اپنا ظہور کیا اسلامی بازو کی قوت میں ضعف شروع ہو گیا اور
پیشقدمی کرنے والی قطعات نے ان موانع کے شکست کرنے میں اپنے کو نامستعد ناقابل پایا
جو اسکی سدراہ ہوئیں۔

حج پانچواں رکن ہے اور یہ برادرانہ خیال کے نشوونما کی بنیاد ہے۔ موجودہ زمانہ میں
ہر مسلمان سے یہ توقع کیجاتی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ سفر مکہ اختیار کرے
پیغمبر صاحب کا صریحی یہ خیال تھا کہ وہ اپنے معتقدین کو ملک کے چند اطراف سے سال میں ایک
دفعہ مقام واحد مجتمع کریں تاکہ وہ لوگ یکجا ہو کر عبادت کر سکیں اور اس رفعت زندگی میں
باہمدگر تحریک حاصل کریں جو انھوں نے اختیار کر لیا تھا۔

آخر میں رسالہ کو ان ارکان خمسہ سے یہ نتیجہ نکالنے میں ناکامی نہیں ہو سکتی کہ
یہ کیسا سادہ و پر اثر طریقہ ظاہری و باطنی ترتیب کا ہے اگر تمام و کمال سمجھ لیا جاوے اور صداقت
و عرفان سے اس پر عمل کیا جاوے۔ اسلامی قوانین جسطرح باعث نشوونمای طریقہ خدا ہیں اسی
طرح ان تمدنی و مقامی حالات کے موجب ہیں جو مدت دراز سے مشرقی ملک میں رائج ہیں
اور جن کو مذہب سے کچھ علاقہ نہیں ہو سکتا انکا مختصر بیان آئندہ قلمبند کیا جائیگا۔
ایک دوسرا امر بہت زیادہ قابل تعریف اس مذہب کا یہ ہے کہ اس میں کوئی مخصوص طریقہ
رسم امامت کا نہیں ہے۔ اسلامی طبقہ کا ہر شخص خدا کے سامنے بالکل مساوی حالت سے کھڑا

ہوتا ہے۔ اُن لوگون مین صرف یہی ظاہری و باطنی پاکیزگی کا فرق ہے جو فطرتی طور پر پیدا
ہوتا ہے۔ امام جو مسجد مین پیش نمازی کرتا ہے یا جمعہ کے دن خطبہ پڑھتا ہے ہر شخص ہو سکتا
ہے۔ چاہے وہ سوداگر۔ دستکار۔ یا اہل حرفہ کیون نہ ہو۔ البتہ اوس کو اسکا علم ضرور
ہونا چاہیے کہ قرآن کیونکر پڑھا جاتا ہے اور دوسرا یہ امر لازم ہے کہ وہ اپنے مذہب کا سچا
متقلد ہو۔ اُس کو کوئی تنخواہ نہین ملتی اور تمدنی حالت مین اوسکا درجہ کل مقلدین اسلام
کے مساوی ہوتا ہے۔ موذن جو نماز پنجگانہ کے واسطے روزانہ اذان کہتا ہے اُس کو
اپنے کام کا ایک قلیل معاوضہ ملتا ہے۔ اوس کے فرائض وقت طلب ہین اور معمولاً وہ
طبقۂ ادنی سے ہوتا ہے جکی نسبت یہ ممکن ہے کہ کسی ایسے پیشہ مین مصروف ہو جائے
جس کے سبب سے وہ بپابندی روزانہ نماز پنجگانہ مین نہ شریک ہو سکے تا وقتیکہ اوسکی
اور اوس کے خاندان کی کفالت کا بندوبست جماعت سے نہ کیا جاے۔ امام اکثر سوداگر
یا اہل پیشہ ہوا کرتے ہین جو خود اپنی متکفل ہوتے ہین اور روزانہ اپنے بیش بہا وقت
کے حصّہ کو اپنے مذہبی کام مین اس امید سے صرف کرتے ہین کہ اس کا اجر آیندہ
زندگی مین ملے گا۔

چوتھا باب

اسلام بحیثیت فلسفیانہ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝ وَالسَّمَآءِ
وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ (پارہ ختم سورۃ الشمس ۹۱)

ایک ہی مذہب برحق ہی اور ہو سکتا ہی۔ اگرچہ تمامی مختلف و متعدد طریقے جو معمولات
انسانی مین ہین کم و بیش اپنی ایک حقیقت پوشیدہ رکھتے ہین بہ تعمق اور بلا تعصب
نگاہ سے اگر امتحان کیا جاے تو جملہ پیغمبرون کی ہدایات مین ہم کو بے تکلف اس حقیقت
کا نشان معلوم ہو سکتا ہی۔ عیسائیون کی کتاب مقدس سے بعد تخرج زوائد و تحریفات
ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ یہ بیّن طور پر یسوع ناصری کا تعلیم کردہ ہی۔ لیکن اونھون نے قبل
تکملہ رسالت انتقال کیا اور اُس طریق عمل کے قایم کرنے مین وہ ناکام رہی جس سے اونکے
مقلدین کے دلون مین استحکام کے ساتھ حقیقت کا قیام ہو جاتا۔ یہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ
اونکے ساتھ جو بارہ حواری تھے وہ سب اونکی حقیقت تعلیم کے حصول سے تمامتر قاصر
رہے اور حضرت مسیح کے مطالب سے واقف نہ ہوے۔ جو موجودہ طریق مسیحی کہا جاتا ہی

وہ درس پال کی تعلیم پر مبنی ہے اور یہ حضرت مسیح کی موت کے تین صدی کے بعد واقع ہوا۔ صرف یہی نہیں کہ پال نے یسوع ناصری کو کبھی نہیں دیکھا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی تعلیمات کی بابت اوس نے ایک سخت مہمل خیال اپنے ذہن میں قایم کر لیا۔

محمد صاحب جو خاتم النبیین اور جملہ انبیاء و مرسلین میں جلیل القدر تھے اونھوں نے اپنے مقلدین موجودہ کو اس عظیم الشان حقیقت کی صرف اسطرح سے نہیں تعلیم دی کہ وہ لوگ ظاہری طور پر سمجھ لیتے بلکہ اونھوں نے اصول مرتب کئے اور ایک مکمل و مسلم طریق عمل اسطرح پر باستحکام قایم کر دیا تاکہ باشندگان عرب کے دلوں میں نقش کالحجر ہو جائے اور ہر زمانہ میں دنیا کی کل اقوام میں نسلاً بعد نسلاً جاری رہے اونھوں نے کامل طور پر تبلیغ رسالت کی قبل اس کے کہ خدا نے اونکو اس کے اجر کے واسطے طلب کیا اور اونھوں نے گنہگار بندوں کے لئے جو حقیقت بطور ملکیت کے چھوڑی وہ اون کے مرتفع و پاکیزہ چال چلن کی ایک عظیم الشان یادگار ہے۔

جب میں فلسفہ اسلام کی جانب رجوع کرتا ہوں تو ایک مصنوعی عیسائی نہایت حیرت سے چلا اوٹھتا ہے۔ "کیا حقیقتاً اسلام کسی ایسے فلسفہ پر مشتمل ہے جسکی طرف اس تعلیم یافتہ زمانہ میں سنجیدگی کے ساتھ توجہ کی جائے" البتہ جس طرح یہ ایک مذہب ہے

ادسی طرح ایک فلسفی بھی ہے اور یہ اس قابل ہے کہ ہر شخص اسپر تعمق و سنجیدگی سے توجہ مبذول کرے گو وہ کیساہی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ کیون نہو۔

اس مضمون کے اختیار کرنے مین ہمارا فائدہ ہے کہ جب انسان کی مذہبی تحریک طبعی کی جانب بلا ارادہ رجوع ہو جاتینگے اور اُس کے ممکن و محتمل سبب کی تحقیق مین کوشش کرینگے ہر زمانہ مین ہر فرد بشر۔ ہر فریق کے خیالات مذہب اور جداگانہ طریق عبادت کے خاص قسم کے رہے۔ اسکی بابت ناممکن کہنا بہت مشکل ہے کہ آجکل شایستہ مسیحی حکومت کے باہر کوئی گروہ نوع انسان کا دستیاب ہوسکتاہے جو کسی قسم کا کوئی طریقہ اپنے مذہبی خیالات کے اظہار کے واسطے نرکھتا ہو۔ بحر پاسفک[1] کے بعض جزایر مین چند اقوام ہین جنکی نسبت جہانتک علم ہوسکاہے اُس سے ظاہر ہوتاہے کہ اونکا کوئی تعلق ایسے لوگون سے نہین ہے جو مذہب کے کسی مروجہ طریقہ کے معتقد ہین۔ لیکن تاہم اونمین مذہبی رسوم جاری ہین اور اونکا یہ بھی عقیدہ ہے کہ موت کے بعد پھر ایک دوسری ہستی ہوتی ہے اور یہ مسیحی اور اسلام و بدھ مذہب والون کے عقائد سے بہت قریب ہے۔ جزائر فلپین[2] کے کوہستانی حصّون مین وحشی اقوام ہین جن کو اسپنیرڈ کبھی مغلوب نکر سکے اور جن کو سفید رنگ کے چہرہ والون سے سخت نفرت ہے اور جو سولے اپنے ملک اور اپنے مذہب کے کچھ نہین جانتے

---

[1] بحر پاسفک ایشیا اور امریکا کی درمیان مین واقع ہے اسکا رقبہ ۸۰۰۰۰۰۰ کرور میل مربع ہے۔ یورپ کا رہنے والا بیبوا ہی اول شخص تھا جس نے ۱۵۱۳ء مین بحر پاسفک کو دیکھا۔

[2] ایشیائی جزیرون کا مجموعہ - انکی تعداد بارہ سو ہے۔

لیکن اونمین بھی مذہبی صریتے اور مذہبی خیالات اس طرح کے موجود ہین جو اس زمانہ کے سُنت عقیدہ فرقہ مسیحی سے بہت مشابہ ہین۔

اس مذہبی استعداد کا کیا سبب ہی جسکی نسبت شہادت متصلہ سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ مثل کسی دوسری قابلیت کے بالکل برائے نام ہی یہ صرف کسی اتفاق یا تعلیم کا نتیجہ نہین ہوسکتا کیونکہ جہانتک تاریخی دسترس ہی جب اُس سے نوع انسان کے اگلے زمانہ کا بخوبی مقابلہ کیا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جہان تعلیم لامعلوم تھی وہان اسکی قوت بہت زیادہ تھی۔ جسطرح یہ انسانی فطرت کا ایک جزو غیر ترتیب و ناشایستہ حالت مین ہی اوسی طرح انسانی فطرت کا جزو اعلی درجہ کی شایستہ اور تربیت یافتہ حالت مین بھی ہی۔

ہم اکثر مذہب و حکمت کے درمیان ناقابل انسداد نزاع سُنتے ہین۔ لیکن اس کے صرف یہی معنی ہوسکتے ہین کہ نزاع درمیان اُس حکمت اور عقائد کے جس مین رُوح وجسم کو ایک شی سمجھتے ہین۔ ان دونون کے مطابق کرنے مین ہمشکل کوششین تمام تر فضول و بے سُود ہوئین اور ہونگی لیکن سچّی حکمت اور حق مذہب کے درمیان کوئی نزاع نہین ہوسکتی۔

قبل اس کے کہ ہم مروجہ عقائد کا تجزیہ کرین یا اسپر غور کرین کہ علم حکمت کیا چاہتا ہے ہم کو اس امر پر نظر کرنی چاہئے کہ علم حکمت کن چیزون سے بے بہرہ ہے۔ ہم درختون کی روئیدگی اور پھولونکی شگفتگی ایک مستقل وغیر متبدل حالت کے ساتھ دیکھتے ہین جنکی

نسبت حکما کا قول ہو کہ یہ اسرار ممتنع الذکر ہیں۔ ان لوگوں نے ابتک یہ بھی
نہیں بتلایا کہ حقیقتاً زندگی کیا چیز ہی اور فی الواقع روح کی ہستی ہو یا نہیں اور اگر ہی تو
جسم کی موت کے بعد اسکی کیا حالت ہوتی ہو۔ ایک تعلیم یافتہ طبیب انسانی جسم کے ہر رگ
پٹھے ہڈی اور عضو کے نام مع فعل مقام بحیثیت حال کے بتلا سکتا ہی لیکن تاہم وہ اس
قوت سے بالکل لاعلم ہی جو جسم کو جاندار کرتی ہی۔ سانس لینے والے آدمی میں نفرت
اور محبت اور کل خواہشات نفسانی اور انسانی میلان خاطر کا مادہ پیدا کرتی ہو۔ چھرہ یا
گولی دل و دماغ میں پیوست ہو کر جاندار شکل کو ایک غیر متحرک اور بیجان تودہ کی قطع
میں مبدل کر دیتی ہی جو فوراً متعفن و فاسد ڈھیر ہو کر ایک جدید زندگی کیڑے کوڑے
کی شکل میں پیدا ہو جاتی ہی۔ کیا کوئی حکیم انسان کو سابق کی طرح زندہ کر کے اس میں
محبت و نفرت کی قوت پیدا کر سکتا ہی۔ نہیں۔ اور اس سے کوئی ایسی شی خارج ہو گئی ہو جو
پھر داخل نہیں ہو سکتی۔ وہ کیا شی ہی اور کیا ہو گئی۔ حکمت اس جگہ بالکل گنگ ہی۔ کیا
حکمت بتلا سکتی ہی کہ برقی قوت کیا چیز ہو۔ نہیں۔ لیکن تاہم علم مغربی اطراف میں اور خاصکر
امریکہ میں بعض لوگوں نے اس دقیق مخفی قوت کو حاصل کر لیا ہی اور مختلف طریقوں سے یہ
ہمارے مصرف میں ہی۔ ہم اپنے کوچہ و بازار کی گاڑیوں میں اس سے کام لیتے ہیں
اور گھروں و مکانات میں اس کے ذریعے سے روشنی پھیلاتے ہیں۔ ہم اس کے ذریعے

انسانی آواز صدہا میل تک لے جاتے ہیں بلکہ تحریری مراسلات ہزاروں میل تک اور یہ کیا ہی حکمت بالکل لاعلم ہے حکمت سے ایک معقول صحت کے ساتھ طوفان کی آمد معلوم ہو سکتی ہے لیکن وہ اس کے بتلانے سے قاصر ہی کہ وہ کونسی قوت ہے جسکے سبب گرج طوفان یا دیمی ہوا پیدا ہوتی ہے۔ حکمت ناواقف ہی کہ نوم کیا چیز ہی اور ہم لوگ خواب کیوں دیکھتے ہیں۔ یہ ہمکو یہ بھی نہیں بتلا سکتی کہ ہم کسطرح اور کسواسطے خیال کرتے ہیں۔ حکمت نے ہمارے اُس عقیدہ کی تہذیب کے متعلق بہت کچھ کیا جس میں ہم جسم و روح کو ایک شی سمجھتے ہیں اور یہ اُن اشیا کے درمیان متیقّن و حاکمانہ روشنی سے جستجو کرتی رہی جنکی آزمائش کیمیای طریقے سے کر سکے۔ لیکن عجائبات موت و حیات کے مواجہ میں و نیز اُن حیرت افزا قوانین کے معائنہ سے جو مختلف اطور پر حکومت کرتے ہیں اور جسکو ہم قدرت کہتے ہیں یہ بیچارگی کے ساتھ سرنگوں ہو جاتی ہے۔

تاہم ہمارے دانشمند فلسفی سنجیدگی و سرگرمی سے اُس نزاع کی بابت گفتگو جاری رکھتے جو درمیان حکمت و مذہب کے واقع ہی گویا حکمت نے اُن جملہ مراتب سے وقوف حاصل کرلیا ہے جو انسان و قدرت کے متعلق اس کو معلوم کرنا چاہتے جن امور سے حکمت واقف ہے اور جنسے لاعلمی ہی مقابلہ کیا جائے تو ظاہر ہو جائیگا کہ اگر کوئی شخص اعلیٰ درجہ کے حقایق سے واقفیت حاصل کرنے کی خواہش کرے تو حکمت اُس جانب رہنمائی کرنے

مین تمامتر قاصر ہے۔ مجھے اس موقع پر ناظرین کو یقین دلانا چاہئیے کہ حکمت جدید میں جتنے معلوم شدہ مسائل ہین وہ اس اعلیٰ حکمت کے اُن اُصول سے بہت پیچھے ہین جن سے اس زمانہ تنزل مین بہت ہی کم واقفیت ہے۔

کوئی شخص جانتا ہے کہ خیالات کیا ہین؟ مین ناظرین سے پوچھتا ہون کہ اونھون نے کبھی اُن اغراض کے تجربہ کی کوشش کی ہے جو اونکی زندگی کے مختلف افعال کے محرک ہین۔ ایک بڑے دانشمند فلسفی کا مقولہ حسب ذیل ہے۔

"اپنی ہی اغراض کا بھی ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا ناممکن ہے۔ بعض اوقات ہم یہ بھی نہین کہہ سکتے کہ یہ کام ہم کیون کرتے ہین۔ گو ہر دلیل اوس کے مخالف ہو۔ فہم عادت غیرت تجربہ فرض یہ سب ایک طرف کیون نہون۔ لیکن ان جملہ امور سے ہم اپنے کو علیحدہ کرکے اُس کام کو کرتے ہین"

کیا یہ صحیح نہین ہے کہ تم سکوت مین بیٹھو اور اپنے اُن خیالات کے جو آپ سے آپ بلا کسی آورد کے اوہام کے مانند تمھارے سامنے آتے ہین نگران رہو اونمین سے کسی ایک کو دس یا پانچ منٹ جتنی دیر کہ تم سے ممکن ہو اپنے ذہن مین رکھنے کی کوشش کرو۔ ایک منٹ بھی وہ خیال تمھارے ذہن مین نہ ٹھہرا ہوگا کہ دیگر خیالات کا ہجوم ہو جائیگا اور وہ تمھاری گرفت سے نکل جائیگا اور قبل اس کے کہ تم اپنی اصلی حالت پر راجع ہو وہ تمھاری دسترس

سے باہر ہو جائیگا۔ پس کیا تم اپنے خیالات کے مالک ہو اور کیا تم اپنے تئین اختیار مین رکھ سکتے ہو ؟ -

لیکن مین سنتا ہون کہ بعض آدمی کہتے ہین کہ ان امور پر گفتگو کرنے اور غور کرنے سے کیا فائدہ ہی جبکہ وہ اسرار ہین اور جنکا انکشاف کسی شخص سے نہین ہو سکتا۔
وہ ایسے اسرار نہین ہین جو منکشف نہو سکین لیکن یہ سچ ہی کہ وہ حکمت جسمین جسم و روح ایک شی ہے اس معمّہ کو نہین حل کر سکتی کیونکہ وہ اُس راہ پر چلتی ہی جو اُس کو حقیقت سے دور لیجاتی ہی اور وہ ان طریقون کو قطعًا ترک کر دیتی ہی جو بتوضیح انسان کو تبلائے گئے ہین جس شخص نے محمد صاحب کی روحانی انکشاف کا صحیح ادراک حاصل کرلیا ہی وہ ایک لحظہ کے واسطے بھی اسرار موت و حیات کے جاننے مین شبہ نکریگا۔ یسوع ناصری بھی اون کو جانتے تھے اور دیگر پیغمبران برحق کو بھی علم تھا۔ ایک حقیقت اور صرف سچّی حکمت از ابتدائے ظہور انسانی بذریعہ ایک طویل سلسلہ پیغمبران تا محمد صاحب قایم کی گئی اور یہ حقیقت نوع انسانی کو عطا کی گئی لیکن عوام الناس نے اوسکی طرف سے روگردانی کی و کور باطنی سے اُس لغو عقیدہ کے معتقد ہو گئے جس مین جسم و روح ایک شی ہی۔ اور تلاش دولت عیش و مسرت مین آوارہ رہے۔
ہمکو تامل کرنا چاہئے اور اہم مسئلہ پر غور کرنا چاہیئے کہ پیغمبرونکی تعلیمات اور اُس حکمت

ہے جس مین جسم و روح ایک شے ہی۔ نیز اپنے روزانہ تجربات سے ہم کو یہ ثابت ہوتا ہے
کہ ہم لوگ عالم حیوان سے جدا گانہ ہین انسان بوجہ آزادانہ فعل و خیال دماغی طاقت
اور قوت ممیزہ کے حیوانون سے مرجح ہی اور ہونا چاہیی اگرچہ آدمین کم و بیش کسی حد تک
خواہشات حیوانی ہین لیکن کیا وہ اپنی کیفیتہ اغراض و طبیعت مین حیوانون سے اسقدر
زیادہ جداگانہ ہی۔ ہم کو غور کرنا چاہیی مکڑی ایک مناسب موقع مین اپنا جالا لگاتی ہے
جہان بعض بدنصیب مکھی اُس مین پھنس جاتی ہی۔ پس جہانتک ہم اسکی بابت غور کرسکتے ہین
مکڑی کی کیا غرض ہی۔ کیا تم یقین کرتے ہو کہ وہ ٹھہر کر غور و تامل کے ساتھ دلیل پیدا
کرتی ہی کہ اگر وہ مکھی کو کھاے گی تو اوس کی جسمانی ترتیب کو مدد ملے گی۔ نہایت معقول
و منطقی نتیجہ تو یہ ہی کہ اس امر کا اوسے ہرگز خیال ہی نہین ہوتا بلکہ وہ ایک غیر مغلوب تحریک
کے ساتھ مکھی کو پکڑ کر کھا جانے کے واسطے مجبور ہی۔ یا یہ اوسے معلوم ہو گیا ہو کہ مکھی خوش
ذائقہ ہوتی ہی۔ لیکن اوسکی عام حالت سے ہم یقین کرتے ہین کہ اس مین دلیل کرنے کی
قابلیت نہین ہی۔ فرض کرو کہ دنیا کی تمام مکڑیون مین یہ تحریک پیدا ہو جاے کہ وہ
مکھیون کے کھانے سے باز رہین تو اس جنس کا ظہور مسدود ہو جاے گا اور وہ معدوم
ہو جاے گی لیکن انسانی عنکبوت اس سے جداگانہ ہی اوس مین دلیل کرنے کی قابلیت
ہوتی ہی اور جب وہ انسانی فدیہ کے پکڑنے کو جالا لگاتی ہی تو وہ اندازہ کرتی ہی کہ اس فدیہ

سے کتنے ڈالر حاصل ہونگے - ان ڈالر کو لیکر کیا کوئی نیک کام کیا جائیگا - اپنے انسانی بھائیوں کی بھلائی و کامگاری مین صرف کیا جائیگا - بعض اوقات تو یہ خیال ہوتا ہی لیکن معمولاً ان روپیون سے اپنے ہی آرام و آسایش کا سامان مہیا کیا جاتا ہے اور ہوا و ہوس نفسانی و خواہشات حیوانی حاصل کیجاتی ہی -

گاے و گھوڑے خورد و نوش کے واسطے مجبور ہین لیکن یہ کسی باقاعدہ و مسلسل دلیل کا نتیجہ نہین ہی بلکہ اُس غیر مطلوب تحریک کا باعث ہی جسکے سبب سے حیوانی دنیا اپنی جسمانی ترتیب کی ترقی پر مجبور ہی - برخلاف اس کے انسان علاوہ فہم ترتیب جسمانی استعداد مدرکہ و روحانی بھی رکھتا ہی کیا اوس کا پہلا مقصد و ارادہ یہی ہی کہ اس زندگی مین ان قوتون کی ترتیب ہونی چاہیے یا اپنے کو برغبت حیوانی تحریک طبعی کے مطیع کردینا چاہیے اور اپنا زندگی کی غرض اوٹھین چیزون کے حصول مین وضع کرنی چاہیے جن کو کہ وہ اپنی جسمانی راحت و مسرت کا باعث یقین کرتا ہی - اگر ایک نوجوان شخص سے جو انجام دہمکہ کے ساتھ حصول تعلیم کی کوشش کررہا ہی پوچھا جاے کہ وہ یہ کام کیون کررہا ہی تو شاید وہ پہلے یہی کہے گا کہ وہ اپنے کو اس لائق بنانا چاہتا ہی کہ انسان کی خدمت کرسکے اور اتفاقی طور سے معیشت حاصل کرے لیکن کیا یہ ہمارے روزانہ تجربہ و مشاہدہ کا نتیجہ غالب نہین ہی کہ اس کا خاص مقصد یہ ہوتا ہی کہ دنیاوی قبولیت حاصل کیجاتے یا

دولت دا ایک عمدہ تمدنی حالت نصیب ہو اور اتفاق طور سے انسان فائدہ رسانی کا
خیال ہوتا ہے۔ مین ناظرین سے اس امر کے یقین کرنے کی التجا کرتا ہون کہ مین تعلیم
و قوت مدرکہ کی کم قدری کی کوشش نہین کرتا بلکہ آپ لوگون کو جرات دلاتا ہون کہ اپنی حالت
کو جزاً ملاحظہ فرماتے اور تعمق سے بالعموم انسانی نسباق کو غور کیجیے کیونکہ پیغمبر صاحب نے
ایک دفعہ فرمایا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ مختصر یہ کہ اپنی ہی حالت پر غور
کرنا نہایت مفید و نافع ہے۔

ان مضامین کا پڑھنے والا پوچھ سکتا ہے کہ محمدی مذہب اور موت و حیات کے
اسرار سے انکو کیا تعلق ہے۔

اول تو یہ کل چیزون کو اس حکمت کے روبرو کرتی ہے جسکو جناب اوسط کل تعلیم یافتہ
آدمی نہایت عزت و جلالت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور جسکو اکثر لوگ صرف قابل اعتبار
ہی نہین بلکہ ناقابل خطا سمجھتے ہین۔ لیکن وہ انسانی زندگی کے نہایت اہم عقدہ کے
انکشاف سے بالکل قاصر ہے اور اس امر مین اپنی ناقابلیت کے اعتراف پر مجبور ہے
دوسرے یہ غور کرنے والے آدمی کو اس تحقیق کا ایما کرتی ہے کہ اس بیش قیمت علم کی تحصیل
کے ایسے طریقے ہین جن کو اس حکمت نے کبھی سنا بھی نہین جس مین جسم و روح ایک
شئی ہے اور اخیر مقصد یہ ہے کہ پڑھنے والون کو ان اصول کا خیال پیدا ہو جائے

جنپر محمدی طریقہ مبنی ہی - پیغمبر صاحب نے مدت حیات کے اس ادکا علم اور انسانی
ترتیب کا تجربہ حاصل کرکے نہایت عمدہ وآسان طریق و قواعد مقرر کئے جن کے
ذریعہ سے عوام الناس اعلی درجہ کی حقیقت کے علم سے بہرہ یاب ہون - یہ طریقہ
اس قدر بین ہی کہ معمولی فہم کا آدمی بھی اسپر غور کرے اور ایسی دانائی پر مشتمل ہی کہ ایک
ذی علم آدمی کے واسطے بھی قابل خوض ہی -

تاریخ کی ایک عظیم الشان و جلیل القدر شبیہ میرے پیش نظر ہی اوسکی عظمت و
جلالت ایسی ہی جو کسی انسان کے علم مین نہین گذری؛ وہ ایسا سنجیدہ و صولت مآب شخص ہی
جسکی ذات سے عظمت و جلالت و جبروت ظاہر ہو رہا ہی اوس کے چہرہ سے ربانی الہام
کی ضیا متجلی ہوتی ہی جب وہ مدینہ کی ایک چھوٹی مسجد کی محراب مین جسکی تعمیر مین اوسکے
ہاتھون نے بھی اعانت کی ہی پشت کرکے بیٹھتا ہی - اوس کے چارون طرف ایسے آدمیون
کی جماعت بیٹھتی ہی جو بہجت انگیز توجہ سے اس کے کلام کو سنتے ہین اور وجدانی
عزت و محبت کے ساتھ اسکا نظارہ کرتے ہین - اس نے ان کل دنیاوی چیزون کو
ترک کردیا جنکو مخلوق عزیز رکھتی ہی اور جنکے واسطے تکلیف گوارا کرتی ہی - اس نے
اپنے تئین ان ظالمانہ و بیرحمانہ سلوک کے لئے وقف کردیا جہانتک کہ شریر النفس
و خود غرض آدمی جو سابق مین اوس کے دوست و قدردان تھے مرتکب ہو سکے

اوس نے ایسی تکلیفات وصعوبات و ناکامیوں کو برداشت کیا کہ اگر کوئی معمولی آدمی
ہوتا تو بہت جلد پست ہمت ہو جاتا لیکن تاہم اوسکے دل میں نہ تو کوئی بغض ہے نہ اشخاص کی بہ نسبت
نہ خود غرضی نہ ہوس ہے اور نہ نفرت ہے اوسکی روح محبت و آشتی سے پر ہے کیونکہ وہ خود بہ
ربانی نور سے معمور ہے استقلال و سرگرمی سے وہ اپنے عاجز مقلدین کو زندگی جاوید
کی سچی راہ بتلاتا ہے اور وہ لوگ توجہ و شکرگزاری کے ساتھ استماع اوس کے کلام کو گوش زد
کر رہے ہیں کہ اوس کے ہر لفظ دل میں نقش ہوتے جاتے ہیں اور اپنی زندگی کے زمانہ
میں اونکو جمع کرتے جاتے ہیں۔ وہ لوگ اوسکی ہدایت کی حقیقت کے متعلق نہ تو کچھ سوال
کرتے ہیں اور نہ شبہ کرتے ہیں لیکن درخواست کرتے ہیں کہ ہم کو وہ راہ دکھلائی جائے
جسمیں ہم ایمانداری اور وفاداری سے چلیں یہانتک کہ ہم کو جاودانی حقیقت کا بیش بہا
نور ملجائے۔"

اور یہ جلیل القدر نبی کونسی راہ بتلا رہا ہے۔ اسلام۔ یعنی باری تعالیٰ جو قادر مطلق
حاضر و ناظر اور علام الغیوب ہے اُس کے حکم پر راضی برضا رہنا اور وہ خدا جو متمنی روح
کو عقیدہ توحید جسم و رُوح کی تاریکی سے اُس روشنی میں فوراً لیجاتا ہے جو ہر شخص کو واسطے
بہشت کی رہنمائی کے لئے چمکتی ہے۔ بتصریح کے ساتھ راہ بتلا دی گئی اگر انسان اسکی
پیروی نہیں کریگا تو وہ ہرگز یہ امید نہیں کر سکتا کہ وہ دُنیاوی حدود کے باہر کچھ مشاہدہ کر سکیگا۔

پانچواں باب

تعدّد ازواج اور پردہ

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (پارہ لن تنالوا سورہ النساء)

منجملہ دیگر الزامات کے ایک الزام مذہب اسلام پر جو تعدّد ازواج کا وہ لوگ عائد کرتے ہین جو اس طریقے کو سمجھے نہین ہین۔ بعض اشخاص سے تو ایسی غلط فہمی سرزد ہوئی کہ اونھون نے مذہب کے ضروری مسائل مین سے اوس کو قیاس کیا۔

مین اس کتاب کے تیسرے باب مین ان جملہ مسائل عملی کو قلمبند کر چکا ہون جو شرعاً مذہب اسلام سے تعلّق رکھتے ہین اور جو محمدؐ صاحب کے تعلیم کردہ ہین۔ تاہم بعض اعمال ممالک مشرقی مین ایسے ہین جو اسلام کے باہمی قانون و مشرقی دستور کے سبب سے تجاوز کے ساتھ پیدا ہو گئے ہین لیکن اونکو جائز طور پر سچّے مذہب سے کچھ علاقہ نہین ہے اور انھین مین تعدّد ازدواج و پردہ کا طریقہ ہے۔ اس باب کے شروع مین جس آیت قرآنی کا حوالہ دیا گیا ہے اُس سے صرف وہ تعداد ازواج ظاہر ہوتی ہے جتنی آدمی کو رکھنی چاہئیں اور وہ بھی ایسے الفاظ سے مشتمل ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عملاً تعدّد

ازدواج ممنوع ہے۔

لیکن تعدد ازدواج کے مسئلہ پر غور کرنے مین ہم کو عرب کی وہ مروجہ تمدنی حالت جس کو بارہ سو برس گذر چکے ہین جبکہ محمد صاحب نے تعلیم دی تھی خوب ذہن نشین رکھنی چاہیے ہم کو صرف یہ دریافت کرنے کی کوشش نہین کرنی چاہیے کہ مشرقی مسلمان فی الحال کیا اعمال کرتے ہین بلکہ یہ تحقیق کرنی چاہیے کہ حقیقتاً پیغمبر صاحب نے کیا سکھلایا ہی جس زمانہ مین انھون نے عربون کو ہدایت کرنی شروع کی وہ لوگ چھوٹے چھوٹے جنگجو قبیلون مین منقسم تھے۔ وہ لوگ بالکل وحشی و قزاق تھے اور جملہ اقسام کی افراط و زیادتی کے عادی تھے۔ وہ بت پرست۔ قمار باز۔ میخوار تھے اور جس تعداد تک اونکا جی چاہتا تھا عورتین رکھتے تھے۔ شادی کا طریقہ تمامتر غیر منضبط تھا۔ ایک عورت سے تاہل کیا جاتا تھا اور پھر بلا لحاظ حقوق وہ نکال دیجاتی تھی۔ وہ تعدد ازدواج کی مشکل ان بعض اشخاص کے شایق تھے جنکا ذکر انجیل مین کیا گیا ہی۔ ان لوگون کے طرز عمل کے لحاظ سے ہر شخص فوراً یہ قیاس کرسکتا ہی کہ اگر محمد صاحب خواہش بھی کرتے تو اونکے واسطے یہ بالکل ناممکن تھا کہ وہ شادی کا کوئی ایسا طریقہ منضبط کرسکتے جس مین ایک ہی عورت سے تاہل کیا جاتا اونکا یہ ظاہری مقصد رہتا کہ اس وجہ خرابی کو اعتدال پر قایم کرین اور اس طریقہ کو حدود و انصاف و امتیاز سے محدود کرین۔ بعض اسلامی فاضلین تصور کرتے ہین کہ ہم حصہ

اپنے مقلدین کو تعلیم کیا کہ صرف ایک ہی عورت سے تاہل کرنا بہتر ہی اور بعضوں کا یہ قیاس ہی کہ اونھوں نے تعدد ازدواج کو قطعاً منع کیا۔ بہرکیف تاریخی شہادت کے لحاظ سے ایک نہایت مدلل نتیجہ یہ ہی کہ اونھوں نے حالات موجودہ کے ساتھ ایسا عملدرآمد کیا تاکہ بہترین نتائج پیدا ہوں اور آیندہ نسلون کے واسطے کوئی قاعدہ نہین مقرر کیا بلکہ اونکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا کہ اپنے تمدنی نظم و نسق کے لئے قوانین اسلام کے اخلاقی اصول کی مطابقت سے وضع کرین اور تمامتر بین حالات سے موافقت کی۔

اونھون نے تحمیل کے ساتھ خیال و فعل کی پاکیزگی اونکو تعلیم کی اور انسانیت کے حیوانی سمت سے مرتفع ہونے کی کوشش کو سکھلایا جو روحانی ترتیب کے واسطے نہایت ضروری تھی۔ اس کے سمجھنے کے واسطے کسی غیر معمولی تیز ذہن کی ضرورت نہین ہی کیونکہ تعدد ازدواج شوہر کی روزانہ زندگی کے ایک ایسے خیال بالاتر کے ساتھ متعاقب ہوکر بجاے اس کے کہ ایک لعنت ہی باعث برکت ہوسکے۔ ایسے شخص کے واسطے جو پاک و معزز و منصف و افضل ترین خلقت ہو کیا یہ قیاس کرنا ناممکن ہی کہ وہ دو تین یا چار محکوم عورتون تک مشروط کرسکے بغیر کبھی یہ خیال کئے ہوئے کہ ادنیٰ کی ایک سے زیادہ عورتون کے ساتھ حق شوہری کا خود استفادہ حاصل کرے ——

مسلمانون مین شادی کا دستور کوئی مذہبی معاہدہ نہین ہی بلکہ تمدنی ہی۔ اور زوجہ

کے حقوق کی بہ نسبت امریکہ و یورپ کی ازواج کے پورے طور سے حفاظت و کفالت کیجاتی
ہے۔ جس بات کو زیادہ تر میری چند روزہ اقامت مشرقی مسلمانون کے ساتھ بہی
[illegible] نے مجھے صرف ایسے دو شخصون سے ملاقات کی نوبت آئی جن کے پاس ایک
سے زیادہ ازواج تہین لیکن اکثرون کی بابت مین نے سنا کہ اونکے صرف ایک ہی
زوجہ ہے۔

جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ تعدد ازدواج جائز طور پر اسلامی طریقہ کا کوئی جزو نہین ہے
لیکن محمدی قانون کے مطابق ہر شخص کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنی حمایت مین چار ازواج
تک رکھ سکتا ہے۔ یہ حق اُس کو اس خیال کے ساتھ دیا گیا ہے کہ اگر وہ ایک سچا
مسلمان ہے تو اُس کو ناجائز طور پر استعمال کر کے اپنے تئین بہائم صفت نہ ثابت کریگا
مین اس امر کے تسلیم کرنے سے سبکدوش ہون کہ آیا اوسط یورپ و امریکہ کے
عیسائی کو اُس حق کے ساتھ یقین کر لینا بے خطر ہوگا اور اس سے غالباً ثابت ہوگا کہ
یہ اوس کے اور اوس کے فدیون کے واسطے لعنت ہے۔

اگر ہم تعدد ازدواج اور پردہ کے نتائج پر جیسا کہ ممالک مشرق مین ظاہر کیا گیا ہے غور کرین
تو یہ خیال ہم کو ذہن نشین کر لینا پڑیگا کہ حتی الامکان یہان زناکاری و شوہری بے اعتباری
کا تدارک کیا جاتا ہے۔ لیکن ان تمام برائیون سے مقابلہ کرنے مین مسیحی گرجا اور ہمارے

قوانین تمامتر بے بس ہین - یہ برائیان اسلامی ممالک مین کلیتہً ناپید ہین بجز اُن مقامات کے جہان کہ یورپ کے رسوم وخیالات نے اپنی بنا قایم کرلی ہے - یہ واقعہ اون لوگون کے واسطے مسلمہ ہے جنجون نے مشرق مین آنکھ کھولکر قیام کیا ہے اور جن مقامات پر یورپ کے اثر نے اپنا نفوذ کرلیا ہے وہان جملہ اقسام کے گناہون کی امواج نے اصلی عفت و پارسائی کو معدوم کردیا -

ہندوستان مین مسلمان کسبی کا دستیاب کرلینا اگرچہ نہایت کہا جاتا ہے کہ ایک مایوسانہ کام تھا تو نہایت درجہ مین مشکل ضرور تھا لیکن برٹش گورنمنٹ نے ایک فیاضانہ تعداد اپنے سالانہ بجٹ مین منضبط کی تاکہ دیسی عورتین انگریزی سپاہیون کے واسطے بہم پہونچائی جائین -

اس مسئلہ تعدد ازدواج کے دو پہلو ہین لیکن یہ ہمارے ملک کی تمدنی طریقہ کی بدنصیبی ہے کہ رسم و رواج نے ہم کو ایسا اندہا کردیا ہے کہ ہم اوس کے صرف ایک پہلو کو دیکھ سکتی ہین آ مریکہ و یورپ کے کسی بڑے شہر مین میرے ساتھ چلو اور اُن برائیون و بدکاریون کے بلاتعرض سیلاب کی شہادتون کو ملاحظہ کرو جو تمدنی عمارت کے ذریعہ سے بلاتحاشا دوڑ رہی ہین اور جوش زن ہین - میرے ساتھ کسی جلسہ رقص و دربار یا مجلس دعوت مین چلو اور اُن امیرزادیون کی حیثیت کو جو خدا کی ایک اعلیٰ ترین صنعت

دیتے ہین - دیکھو کہ اس اونیسوین صدی کی تہذیب کے رسم و رواج نے اونھین نہایت نیچ جگہ دی ہے - ذی عزت - دولتمند تعلیم یافتہ عیسائیون کی ازدواج اور عصمت مآب بیبیون کو دیکھو کہ وہ کسطرح اون اشخاص کی نظر مین جنکے خون و جوش مین بخارات شراب شعلہ زن ہوتے ہین - جسمانی حسن مکان پر صرف خلوت و عفت کے ساتھ دیکھے جانے چاہئین - اخبار کو ہاتھ مین لیکر طلاق کی فہرست - تمدنی اتہامات - اور شوہری آلام کو دیکھو جنسے تم شرمندہ و متنفر ہو رہے ہین اور تب مجھسے کہو کہ یہ جو مسیحی قوانین اور مسیحی دستور کہے جاتے ہین اچھے ہین - اور ان سب شکایات کا کیا علاج ہے - محمدی قوانین و ضوابط اور اسلامی اصول مین مسیحی قوانین و ضوابط کی چند صدی تک آزمایش کی گئی لیکن یہ تمامتر ناقص ثابت ہو سکتے -

پردہ کی دستور کی برائیان ہمنے بہت کچھ سنی ہین جسکے سبب سے عورتین مرد کی مجالست سے خارج ہو گئین - اور بہت کچھ خیال گھوڑدوڑ اسلامی عورتون کی اس غم انگیز حالت پر کی گئی - اول تو پردہ کا دستور محمدی طریقہ کا کوئی جزو نہین ہے بلکہ یہ رسم ہنود و مشرقی باشندگان سے اخذ کی گئی ہے جنکا عمل اسپر محمد صاحب کی پیدایش کے بہت قبل سے تھا - جسطرح محمد صاحب کی زندگی مین عورتین آزادی سے جہان اونکا جی چاہتا تھا جاتی تھین اوسی طرح خلفا کے عہد حکومت مین بھی اونھین اختیار رہا اور ہر عورت تنہا ملک

کے کسی حصہ مین چاہے دن ہو یا رات بلا کسی اندیشہ توہین یا تحقیر کے سفر کر سکتی تھی

پردہ داری کا خیال قرآن کی آیت مندرجہ ذیل سے قایم ہوا ہے۔

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (پارہ قد افلح المؤمنون ۱۸ سورہ نور)

اس حکم امتناعی سے یہ مقصود تھا کہ عورتوں کو ترغیب دیجائے کہ وہ حجاب کے ساتھ لباس پہنین اور یہ مطلب نہین ہو سکتا کہ وہ گوشہ نشین کردیجاین۔ اخیر فقرہ سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ اُس زمانہ مین بدویون کی عورتین نخوت کے ساتھ اپنے پاون کے زیور یعنی کڑے چھڑون کی جھنکار ظاہر کرتی تھین۔ پس اگر وہ خلوت نشین کردی گئین تو فطرتی طور پر اونہین یہ خواہش باقی نہین رہی کہ وہ اپنے پاون کو باہم لڑا کر پوشیدہ زیورون کو ظاہر کرین کیونکہ اس جھنکار کو بجز اُس شخص کے کوئی دوسرا نہین

ہو سکتا جس کو زنانخانہ مین جانے کا جائز طور پر حق ہو —
موقوفی پردہ کے مسئلہ پر ہندوستان کے ترقی یافتہ مسلمانون نے سنجیدگی سے غور کیا اور عرب ٹرکی و مصر کے بعض حصون مین اسپر کچھ عمل نہین کیا جاتا۔
یہ بھی الزام عاید کیا جاتا ہی کہ مسلمان لوگ عورتون کو مردون سے کمتر درجہ مین خیال کرتے ہین اور یہ تعلیم کرتے ہین کہ عورتون مین روح نہین ہی اور وہ بہشت مین نہین داخل ہو سکتین۔ یہ درجہ مساوات پر ایسے لغو بہتان اور بیجا افترا ہین جو بالکل جاہل لکھنے والون کے قلم سے نکلے ہین۔ محمدی طرز تمدن مین عورتون کا درجہ یورپ اور امریکہ کی عورتون کی بہ نسبت بدرجہا زیادہ ہی۔ مجھے قرآن کی صرف اس آیت کا حوالہ دینے کی ضرورت ہی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد و عورت کس کمل طریقے سے درجہ مساوات مین ہین —

"اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (پ ۲۲ ومن یقنت سورہ الاحزاب)

یہ صریحاً ناممکن ہے کہ اس مختصر رسالہ مین عورتون کی اُس حالت پر جو محمدی طریقہ مین ہے
شرح و بسط کے ساتھ بحث کیجاے مین امید کرتا ہون کہ عنقریب کسی مبسوط تصنیف
مین اس مضمون پر تکمیل و اتمام کے ساتھ بحث کرونگا اور ظاہر کرونگا کہ ہمارے ملک مین
تعدد ازواج اور پردہ کے متعلق جیسی فاش غلط فہمی واقع ہوئی ویسی محمدی طریقے کے
کسی دوسرے مسئلہ کی بابت نہین ہوئی —

چھٹا باب

مروجہ اغلاط کا ابطال

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ
خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (پارہ قد سمع اللہ سورہ الصف ۲۸ ۶۱)

جسطرح عیسائیون مین تعصب و مذہبی حرارت ہوتی ہے اوسی طرح مسلمانون مین بھی تعصب اور
مذہبی جوش ہوتا ہے لیکن ہم کو یہ نہین لازم ہے کہ اونکے افعال کو دیکھکر اونکے مذہب پر
کوئی راے قایم کرین اور بلا تحقیق اوسپر الزام عائد کرین صرف اس وجہ سے کہ وہ لوگ ایسے
خیالات ظاہر کرتے ہین جو ہمارے خیالات سے مغائر ہین اور ایسے افعال کے مرتکب
ہوتے ہین جنسے ہمپر غیظ و غضب طاری ہوتا ہے مسلمانون مین ۷۳ فرقے ہین اور

اور عیسائیون مین یہ چیز سب سے کچھ زیادہ نہین اور یہ صریح انصاف کے خلاف ہے اگر ہم کسی مذہبی طریقے پر شخصی یا فرقہ والون کے افعال و خیالات کی مطابقت سے بحث قایم کرین۔

مثلاً مغربی ملک مین کوئی عیسائی اپنے لڑکون کو اس خیال سے قتل کرے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کو فدیہ کیا تھا تو کیا کسی مسلمان کا یہ کہنا مناسب ہے کہ انسانی قربانی مسیحی مذہب کا ایک جزو ہے۔ یا اگر دو مسیحی واعظین باہم جھگڑا کرین اور مسلح ہوکر ایک دوسرے کے مار ڈالنے کی تلاش مین پھرین یا تو کسی مسلمان کا یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ اس قسم کے امور جملہ عیسائیون سے سرزد ہوا کرتے ہین۔

عیسائی مصنفین جو کثیر التعداد الزامات اسلام پر عائد کرتے ہین اونکی کوئی بنیاد نہین ہے اور یہ اوسی قسم کے اتہامات ہین سے ہین جنکا اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔ مجھے اپنے تجربہ سے معلوم ہوگیا ہے کہ بلحاظ تعداد عیسائیون کو ویسا ہی تعصب و مذہبی جوش ہے جیسا مسلمانون کو اور بلکہ بہ نسبت مسلمانون کے عیسائیون مین درجاوی تعصب بہت زیادہ ہے۔ مسلمانون کے تعلیم یافتہ گروہ کا عیسائیونکی نسبت یہ خیال ہے کہ کرۂ ارض پر یہ ایک کور باطن و متعصب مذہبی جماعت ہے اور پاکیزہ خیال تاریخ دان سمجھتے ہین کہ اس خیال کے واسطے اونکے پاس بہت معقول دلائل ہین۔

عیسائیون کی یہ ایک معمولی بات ہی کہ اسلام کو تلوار کا مذہب کہتے ہین اور اسوقت دنیا مین یہی لوگ ہین جو ایسا الزام قایم کرتے ہین - خونفشانی کے متعلق جہانتک مین یقین کرتا ہون اسلام کو بمقابلہ عیسائیون کے کوئی وجہ شرمندگی کی نہین ہی کیونکہ مسلمانون کا دامن عیسائیون کے دامن سے زیادہ خون آلود نہین ہی - تمنے کبھی تاریخ انکو برٹش اینڈ کروسیڈ پڑھی ہی - جب خلیفہ عمرؓ نے جیروسلم[1] کو ۶۳۷ء مین فتح کیا تو اپنے ہمرکاب پٹری ارک سوفرونیس کو لیکر شہر کی قدامت پر گفتگو کر رہے تھے - خون کا ایک قطرہ بھی نہین گرایا گیا لیکن جسوقت کہ عیسائی وہان داخل ہوئے تھے تو اونھون نے کمسن لڑکون کے دماغ پاش پاش کردئے - بچون کو فصیلون پر پٹک دیا - جس عورت کو گرفتار کیا اوسکی عصمت مین خلل اندازی کی - آدمیون کو آگ پر رکھکر کباب بنایا - بعض کو اس خیال سے چیر ڈالا کہ اونھون نے شاید سونا نہ کھالیا ہو - یہودیون کو اونکے عبادتخانون مین لیجاکر جلادیا - مرد عورت اور بچے ملاکر تقریباً ستر ہزار آدمی بیرحمی سے ذبح کئے گئے اور یہ بیان اسلامی مورخین کا نہین بلکہ مسیحی مورخین کا ہی - محمدؐ صاحب کی طرح خلیفہ اول نے بھی نہایت تاکید و اصرار سے اپنی فوجی افسران کو حکم دیا کہ وہ عورتون بچون اور بوڑھے آدمیون کے قتل کرنے و ایذا رسانی سے باز رہین زراعت و میوہ دار درختون کو پامال و برباد نکرین اور تلوار کو فوراً نیام

---

[1] بیت المقدس کو کہتے ہین ۱۶ ہزار مردم شماری ہی ۵ ہزار مسلمان ہین دو سو فرقہ پروٹسٹنٹ کی عیسائی ہین بقیہ یہودی وغیرہ ہین ۲ ہزار آدمی سالانہ اس کی زیارت کو آتے ہین - (من مترجم)

مین رکھنی نہین چاہیے جبکہ شہر فتح ہو جاتے سب بردی تھی اور شہر بانی کی ہمیشہ تاکید کی

جس زمانہ مین انگلستان کا شیر دل بادشاہ رچرڈ[1] سلطان صلاح الدین[2] سے
سارسن کے خلاف جنگ کر رہا تھا اتفاقاً بخار مین مبتلا ہو گیا۔ سلطان صلاح الدین
نے اوس کے واسطے برف اونٹون پر بار کر کے بھیجی تاکہ جس حرارت سے اوس کی
جان معرض ہلاکت مین آ گئی اوس مین تسکین ہو۔ رچرڈ سلطان کا جانی دشمن تھا لیکن جب
اوس نے سنا کہ رچرڈ بشدت علیل ہے اوسکی دشمنی کو بالکل فراموش کر دیا اور ایسا
برتاؤ کیا جو ایک بہادر سپاہی دوسرے سپاہی سے کرتا ہے۔

جب محمد صاحب بعد فتح مکہ اس شہر مین داخل ہوئے تو کسی مرد عورت لڑکے کو نہ قتل
کیا اور نہ بدسلوکی کی اور نہ کوئی مکان غارت کیا گیا باوجودیکہ یہ وہی شہر تھا جہان آنکے
ساتھ نہایت شرمناک برتاؤ کیا گیا تھا اور وہان کے باشندون نے بڑی بیرحمی سے
انپر جبر و ظلم کیا تھا۔ اونھون نے موقع پاکر انتقام کیون نہین لیا۔ اونکے دل مین بغض
و انتقام کا ایک ذرا بھی خیال نہین تھا۔ وہ پیغمبر تھے اور محبت و راستبازی و انصاف کو

---

(۱) ہنری دوم کا بیٹا تھا ۱۱۸۹ء مین تخت پر بیٹھا۔ ۱۱۹۱ء مین سلطان صلاح الدین سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر بہ تبدیل لباس بھاگا۔ مگر لیوپولڈ ڈیوک آف آسٹریا نے قید کر کے ہنری ششم کے پاس بھیجدیا جنے اسکو پابزنجیر رکھا۔ لیکن اسکی رہائی کچھ روپیہ بطور معاوضہ دیکر چھڑا لیا اور ۱۱۹۴ء مین دوبارہ تخت نشین کیا۔ پیدائش ۱۱۵۷ء وفات ۱۱۹۹ء

(۲) نور الدین کی وفات کے بعد مصر کا بادشاہ ہو گیا۔ سیریا۔ عرب اور فارس مین بہت لڑائیان کین ۱۱۸۷ء مین عیسائیون کو جبر و ستم کی لڑائی مین بڑی شکست دی۔ نہایت دلیر و بہادر تھا۔ ۱۱۳۷ء مین پیدا ہوا اور بمقام دمشق ۱۱۹۳ء مین مرگیا

عزیز رکھتے تھے۔ دونون واقعات خوفناک و حسرتناک ہین لیکن مجھے اسکا پورا یقین ہے کہ خباثت و خونخواری اور وحشیانہ پن کی بابت مسلمان لوگ بہ نسبت عیسائیون کے بہت کم جوابدہ ہین۔ کیا حلیم و منکسر النفس مسیح کی ہدایت اور طرز سے عیسائیون کو پوری اجازت حاصل تھی کہ وہ جاکر ان لوگون کو قتل کرین جنکے عقائد مسیحی نہ تھے۔ البتہ اب وہ لوگ ایسا نہین کرتے لیکن اسوجہ سے نہین کہ بعض اس کو پسند نہین کرتے لیکن اس کو پسند نہین کرتے بلکہ اس سبب سے کہ خیالات عامہ تبدیل ہوگئے ہین اور اب یہ بات آسان نہین ہے کہ اوسی جوش و بے تمیزی اور وحشیانہ پن کے ساتھ کوئی شخص کسی مذہب کا تو ہرید بنایا جائے گو وہ خود کیسے ہی صدق سے کیون نہ اعتقاد رکھتا ہو۔ مین تم سے کہتا ہون کہ محمد صاحب نے نہ کبھی اس امر کی تعلیم و ہدایت کی اور نہ پسند کیا کہ اشاعت اسلام بذریعہ تلوار کیجائے بلکہ اونھون نے نہایت سختی سے ظلم و تعدی اور قتل کی ممانعت کی۔ مین تم سے سچے واقعات بیان کرتا ہون جنکی صداقت ایسے ایماندار اور غیر متعصب شخص سے ہوسکتی ہے جو بلا طرفداری ان معاملات مین تحقیق کی تکلیف گوارا کرے۔

اس موقع پر ان الزامات کے جواب کی کوشش فضول ہے جو متعصب اور جاہل عیسائی مذہب اسلام پر عاید کرتے ہین لیکن مین صرف ایک کے متعلق بیان کرونگا۔ یہ کہا جاتا ہے

کہ مسلمانوں مین تحمل نہین ہی۔ ایک عیسائی مندرجہ ذیل عبارت چیمبرس انسائیکلوپیڈیا مین رقمطراز ہی۔ "اسپین مین اسلامی حکومت کا یہ ایک یادگار واقعہ قابل تذکرہ ہی کہ سب سے تازمانہ موجودہ اس ملک کے معاصرین و موخرین حکمرانون کے ساتھ اونکی مطابقت عمدگی سے ہوتی ہے اور یہ اونکا مذہبی معاملات مین عموماً تحمل ہی" یہ لکھنے والا عیسائی ہی اور اس کے اوپر اسلام کی طرفداری کا الزام لگانا مشکل ہی۔

گاڈفری ہگنس اونیسوین صدی کا عیسائی ہی اور وہ بھی حسب ذیل عبارت لکھتا ہی۔ "عیسائیون مین اس سے زیادہ کوئی عام بات نہین ہی کہ وہ اسلام پر تعصب مذہبی حرارت اور حیرت افزا اعتقاد و مکر کا الزام عائد کرتے ہین۔ لیکن وہ کون لوگ ہین جنھون نے اسپین سے قوم مارسکو کو اس وجہ سے نکال دیا کہ وہ لوگ عیسائی نہین ہوے اور وہ کون تھے جنھون نے مکسکو اور پیرو کے لاکھون آدمیون کو قتل کیا اور غلام بنایا اس سبب سے کہ وہ عیسائی نہ تھے اور مسلمانون نے یونان مین کیا کیا متعدد صدی تک عیسائیون کو اونکے مملوکات پر بہ اطمینان قابض رہنے دیا اون کے مذہب۔ پیشوایان مذہب۔ واعظین و مجتہدین سے کچھ بھی تعرض نہین کیا۔ اور یونان و ٹرکی مین جو جنگ ہوئی تھی وہ اس سے زیادہ مذہبی نہ تھی جو انگریزون اور ڈمرارا کے حبشیون سے ہوئی تھی۔ خلفا نے بھی جب فتح حاصل کی تو اگر ملک

مفتوحہ کے باشندگان نے مذہبِ اسلام قبول کرلیا تو وہ قوم فاتح کے ساتھ درجہ مساوات
مین شامل ہوگئے"

ایک فاضل لیکن منکر مذہبِ اسلام جبی سارا سن کے متعلق کہتا ہے کہ اونھون نے کسی شخص پر
جبر و ظلم نہین کیا یہودی اور عیسائی آپس مین خوشی و خرمی کے ساتھ رہتے تھے"

ہانس کا بیان ہے "کہ تاریخ خلفا مین کوئی ایسا واقعہ نہین ملتا جو بدنامی مین انکوبرٹش
کی رسوائی کے نصف بھی ہو کیونکہ ایسی ایک بھی مثال کہین مندرج نہین ہے کہ کوئی شخص
اپنے مذہبی خیالات کے سبب سے جلایا گیا ہو یا اوس امن کے زمانہ مین اسوجہ سے
قتل کیا گیا ہو کہ اوس نے دین اسلام نہین قبول کیا"

لیکن ایک عیسائی کہتا ہے کہ "صدہا سال پیشتر جو حالت رہی ہو مگر اب عیسائی متعصب و
پرجوش نہین ہین" کیا وہ ایسے نہین ہین ؟ جزایر فلیپن جہان کی آبادی سات
ملین ہے اور جو تین سو برس سے عیسائی اسپین کی حکومت مین ہے جاکر بجز فرقہ رومن
کیتھلک کے کسی دوسرے طریق مذہب کی ہدایت کرو تو دیکھو کہ تمھارے ساتھ کیا واقعہ
پیش آتا ہے۔ روے زمین پر کوئی اسلامی ملک ایسا نہین ہے جو مسیحی واعظین کے داخل
ہونے سے انکار کرے یا اونکی حفاظت مین پہلوتہی کرے۔ بیس برس ہوے کہ لندن

ملہ بارہوین صدی مین رومن کیتھلک چرچ نے ایک ایسا محکمہ قایم کیا تھا جسمین بعد تحقیقات اُن لوگون کو سخت سزائین دی
جاتی تھین جو فرقہ رومن کیتھلک کے مخالف تھے۔

کے دو شخص جزائر فلپین کے دارالسلطنت منیلا مین اجین بیچنے کے واسطے گئے تھے
ایک شخص تو بیوس بیچنے کے تین ہفتے بعد مرگیا جسکی نسبت بعض مشنریوں نے کہا کہ بہ تین
کیتھالک واعظین کے اغواسے اسکو زہر دیا گیا اور دوسرا شخص گرفتار کرکے اس جرم مین
قید کیا گیا کہ وہ ملکی مذہب کے خلاف وعظ کہتا تھا اور بعد مین گورنمنٹ اسپین کے حکم
سے سنگاپور بھیجدیا گیا۔ اس واقعہ کو صرف تین برس گذرتے ہین۔ چند مہینے ہوئے
کہ چین سے بدھ مذہب کے سات واعظین اپنے ملک والون کی تحریک سے منیلا مین
اس خیال سے گئے کہ انکو بدھ مذہب کی اشاعت کی اجازت ملجائیگی لیکن وہ لوگ
گرفتار کئے گئے اور جرمانے ہوئے اور چین کو واپس کردئے گئے۔ صدہا شہادتین پیش کیجاسکتی
ہین جنسے الزام تعصب کی تمامتر بے بنیادی ثابت ہوتی ہے اور حقیقتاً اصول
مذہب اسلام تعصب سے بالکل نابلد ہین نہ کوئی مسلمان اسکا ملزم ہوسکتا ہے اور نہ کوئی
اس کو جائز رکھتاہے۔

غلامی اور مدخولہ بنانے کی اجازت قرآن نہین دیتا اسلام کے مذہبی و تمدنی قوانین
دونون اسکے بالکل مخالف ہین ولا تقربوا الزنی انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا

(پارہ سبحان الذی (۱۵) سورۂ اسرٰی ۱۷)

حیدرآباد دکن کے فاضل مولوی چراغ علی اپنی کتاب مین مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہین

"قران پر یہ غلط اتہام کیا جاتا ہی کہ وہ جہاد کے قیدیان قسم ذکور کو غلام بنانے کی اجازت دیتا ہے اور قسم اناث کو فاتح کی ہم بغلی کے واسطے جائز کرتا ہی - جسکے دوسرے الفاظ مین یہ معنی ہین کہ میدان جنگ مین قیدی عورتین مدخولہ بنائی جاتی ہین - قران مین کوئی آیت ان بیانات کی تائید مین نہین ہی - سر ولیم میور اپنی تصنیف لائف آف محمد مین کسی آیت قرآنی کا حوالہ نہ دیسکے جس سے قیدیان جہاد کے غلام بنانے یا عورتون کے مدخولہ کرنے کا جواز ثابت ہوتا - اور جنگ ہای متذکرہ تصنیف خود مین نہ کوئی مثال اس کے متعلق بیان کی "

قرآن نے غلامی کی موقوفی کے بہت سے طریقے منضبط کئے اور اخلاقی - قانونی - مذہبی وملکی صیغون مین بھی اسکی موقوفی کی تدبیرین شامل کین - اخلاقی طریقہ مین غلام کی آزادی کی بابت ظاہر کیا گیا کہ یہ ایک ایمانداری اور خداترسی کا فعل ہے - قانوناً یہ حکم دیا گیا کہ اگر وہ زر معاوضہ دینا منظور کرین تو آزاد کئے جائین - اونکے واسطے یہ بھی طریقہ رکھا گیا کہ قتل انسان کے قصاص اور استعمال طلاق ناجائز کے کفارہ مین آزاد کئے جائین - مذہبی طور پر اونکے لئے یہ قاعدہ ہی کہ اگر سہواً جھوٹا حلف اوٹھایا گیا ہو تو اوس کے کفارہ مین غلام آزاد کرنا چاہیے یہ تدبیرین تھین جو موجودہ غلامی کی موقوفی کے واسطے کی گئین - جنگ کے قیدیون کے واسطے سینتالیسوین سورۃ کی پانچوین آیت

مین صریحی حکم امتناعی موجود ہی کہ یا تو انکو مسلمانی دیجائے یا آزاد معاوضہ لیکر رہا کر دئے جائین نہ انکو قتل کرنا چاہیے نہ غلام بنانا چاہیے۔

مجھے نہایت افسوس ہی کہ اس مختصر رسالہ مین اس مضمون پر خوب شرح و بسط کے ساتھ بحث کرنے کی گنجایش نہین ہی اور مین نشہ بازی کے متعلق بالاختصار خامہ فرسائی کرنے پر مجبور ہون - مین اپنی مکمل تصنیف محمدی ایرودنت مین جو عنقریب شائع ہونیوالی ہی ان مضامین پر نہایت توسیع و تکمیل کے ساتھ بحث کرونگا۔

یہ بالعموم مسلمہ امر ہی کہ کوئی پکا مسلمان کبھی عرق منشی استعمال نہین کریگا اور میخواری ایک ایسی گناہ ہی جس سے صاحبان اسلام بالکل ناواقف ہین - مشرق مین وہی مسلمان میخوار ہین جو انگریزی لباس سے اپنے جسم کو آراستہ کرتے ہین اور جنھون نے دیگر انگریزی بدکاریان حاصل کرلی ہین لیکن جو لوگ کہ دیسی پوشاک پہنتے ہین وہ کبھی شراب کو مس نہین کرتے - قرآن مین شراب خواری کی قطعاً ممانعت ہی اور عام طور پر یہ فعل دہشت و نفرت کے ساتھ دکھیا جاتا ہی۔

بیانات متذکرہ بالا کا خلاصہ یہ ہی کہ سچے مذہب اسلام کا اصل اصول یہ ہی کہ خدا کی مرضی پر راضی رہنا چاہیے - اور اسکا ستون نماز ہی - یہ عمومیت کے ساتھ اخوت - محبت - خیر اندیشی سکھلاتا ہی اور خیالات کی پاکیزگی اقوال و افعال کی راستی اور

بدرجہ غایت جسمانی طہارت کا خواستگار ہے۔ علم انسانی مین یہ نہایت آسان و مرتفع
جزئی مذہب ہے۔ اس مین نہ تو تنخواہ دار خطیب ہین۔ نہ دقّت طلب رسوم ہین۔ نہ قایم مقام
کفارہ ہے۔ اور نہ یہ اپنے معتقدین کو اونکے گناہون کی جوابدہی سے بری الذمہ کرتا ہے
یہ صرف ایک خدا کو پہچانتا ہے جو کل اشیا کا خالق ہے اور ایسی ربّانی حقیقت ہے جسکا ظہور
تمامی موجودات مین ہے۔ وہ قادر مطلق۔ علّام الغیوب۔ حاضر و ناظر اور حکمران عالم ہے
صاحبانِ اسلام صادق دل سے اوسی کی عبادت کرتے ہین اور اوسی کے سامنے
ایک سطح پر اخوت و مساوات کے درجہ مین کھڑے ہوتے ہین۔ وہ مرتاض مسلمان جو
ہمارے پاک نبی کی سچّی تعلیمات کے عارفانہ خیال تک پہنچ گیا ہے اس مذہب پر
قایم رہتا ہے اور اس کو اپنی ہستی کا ایک عظیم الشان اصول گردانتا ہے یہ اوسکی
روزانہ آمد و رفت مین اوس کے ساتھ ہے اور وہ اپنے حوائج یا دنیاوی امور مین کبھی
ایسا مصروف نہین ہو سکتا کہ نماز کے وقتِ مقررہ پر ان امور کو ملتوی نکرے اور
خدا کے روبرو اپنے قلب کو حاضر نکرے۔ اوسکی محبت۔ اوسکا رنج۔ اوسکی امید۔
اوسکا خوف گویا اوس کے کل جذبات اونہین مستغرق ہو جاتے ہین۔ اور جب وہ
رات کو سونے کے لئے جاتا ہے تو یہ اوسکا آخری خیال ہوتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے
تو موذن کی آواز سے یہی پہلا خیال اوس کے دل مین پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ مکرّر

کتاب "الصلوۃ خیر من النوم"

ساتوان باب

محاربات اسلامی بغرض حفاظت خود اختیار کی

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

(سورۃ البقرۃ پارہ سیقول)

اسلام کی نسبت بالکل ناجائز و نامناسب طور پر کہا جاتا ہی کہ وہ تلوار کا مذہب ہی عیسائیونکا یہ معمولی مقولہ ہی کہ پیغمبر صاحب جب لڑائی پر جاتے تھے تو ایک ہاتھ مین تلوار ہوتی تھی اور دوسرے مین قرآن باوجودیکہ یہ بخوبی ثابت ہوچکا ہی کہ اونہون نے کبھی کسی لڑائی مین پیش دستی نہین کی۔ پس اونکی حیرت انگیز تلوار کی نسبت جو قصے بیان کئے جاتے ہین وہ محض افسانے ہین۔ روے زمین پر مسیحی لوگ باقی ہین جو کسی دوسرے مذہب کے مقلدین پر خونریزی و بیرحمی کا الزام عائد کرتے ہین حالانکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ تاریخ مین بجز مسیحی مذہب کے کسی دوسرے مذہب کا بیان ایسی ہیبت انگیز خونخواری کے ساتھ مندرج نہین ہی۔ لیکن چونکہ یہ الزام عائد ہوچکا ہے اور بالعموم یقین کیا جاتا ہی۔ لہذا مین اپنا فرض سمجھتا ہون کہ بعض واقعات کو نمایان کرون جنسے اس الزام

کی بے بنیادی ظاہر ہو اور اسلامی تاریخ کا ایک ایسا نقشہ پیش کرون جو ناظرین کی
نگاہون مین جاذب ہو۔
ام رنین صاحب فاضل مصنف سرگذشت مسیح کا اپنی تصنیف مسائنیس اسیز مین جو
بمقام ن ن حال ہین شائع ہوتی ہے محمد صاحب کی وضع کے متعلق ایک ایسا خیال ظاہر
کرتا ہے جو دیگر مسیحی مصنفین سے بالکل مختلف ہے وہ لکھتا ہے۔
"محمد صاحب کی وضع اُن عادات وصفات کو بالکل غلط ثابت کرتی ہے جو معمولاً اونسے
منسوب کیجاتی ہین یعنی یہ کہ وہ اُولوالعزم و دلیر تھے۔ وہ عادتاً کمزور و غیر مستقل تھے
اور مشکل سے اپنی رائے پر بھروسا کرتے تھے یقیناً وہ عام طور پر بزدلی کے ساتھ
پیشقدمی کرتے تھے اور تقریباً ہمیشہ اپنے ہمراہیون کے جوش کو روکتے تھے"
رنین صاحب اصلیت واقعہ تک پہونچے لیکن اونھون نے نتیجہ نکالنے مین غلطی کی جو
اونھون نے اس کو محمد صاحب کی کمزوری اور غیر استقلالی پر محمول کیا کہ وہ حملہ مین سبقت
کی جرات نہین دلاتے تھے۔ محمد صاحب جنگ مین کبھی پیش دستی نہین کرتے تھے اور
تاوقتیکہ اپنے مقلدین کی جانون کا بچانا ضروری نہین سمجھ لیتے تھے استعمال اسلحہ
کی اجازت نہین دیتے تھے۔ اونکا قلب خدا کی محبت و انسانی ہمدردی سے معمور تھا
اور ہوس و انتقام کے خیالات کی گنجایش ہی نہ تھی۔ یہ بخوبی ظاہر ہو چکا ہے کہ جبتک

ممکن ہوا اونھون نے نہایت سرگرمی سے اپنے مقلدین کو مجبور کیا کہ وہ اپنے دشمنون کی ایذا رسانی سے باز رہین اور اونپر جبر کرنے سے احتراز کرین۔

حیدرآباد دکن کے مولوی چراغ علی صاحب نے جو مشرق مین ایک بڑے عالم و فاضل ہین اسکو حسب اطمینان ثابت کر دیا ہے کہ محمد صاحب کی لڑائیان ایذا رسان نہ تھین اور آنحضرت نے کبھی کسی طریقہ سے ظلم اور تعدی کے ساتھ اسلام مین نو مرید نہین طیار کئے۔

مین اُن چند واقعات کا بلالحاظ لفظی حوالہ کے انتخاب کرتا ہون جنکو مولوی صاحب مذکور الصدر نے قلمبند کئے ہین۔

محمد صاحب اور اونکے رفقاے نومسلم نے جو سخت مظالم مکہ مین اپنے شہری بھائیون قبیلہ قریش کے ہاتھون سہے اونکو کل مورخین تسلیم کرتے ہین۔ قرآن سے جسکی نسبت کہنا چاہئے کہ یہ اُس زمانہ کی یادداشت ہے جسوقت مین کہ محمد صاحب اور اونکے مقلدین سے دشمنی کی گئی تھی۔ اس واقعہ کی کافی تصدیق ہوتی ہے۔ اُسوقت کے مسلمانون کے ساتھ بوجہ انحراف بت پرستی اور قبول کرلینے محمد صاحب کی تعلیم وحدانیت کے صرف ظلم نہین کیا جاتا تھا بلکہ اونکے ساتھ انواع و اقسام کے مظالم اور بد سلوکیان ہوتی تھین تاکہ وہ لوگ اُس مذہب کی طرف عود کرین جس کو اونھون نے

ترک کر دیا ہے -

تکلیف اور صعوبت جور و ستم کو برداشت کرتے کرتے وہ چند مواقع پر مجبور ہوئے کہ اپنے گھروں سے بھاگ جائیں اور اپنے تمامی خاندان و جائداد کو ظالموں کے ہاتھ میں چھوڑ دیں اونھوں نے اسی راہ کو اختیار کیا بمقابلہ اس کے کہ بت پرستی کی طرف بازگشت کریں۔ وہ نہایت مضبوطی سے اس مذہب حق خدا پر قایم رہے جسپر اعتقاد و عمل کے واسطے اونکے نبی نے ہدایت کی تھی۔ یہ کل واقعات قرآن کی آیات مندرجہ ذیل سے بتوضیح ثابت ہوتے ہیں - وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۙ اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝

(پارہ ربما ۱۴ سورۃ نحل ۱۶)

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سیقول سورۃ بقر)

سات آیات اور بھی ہیں جو صراحتاً مسلمانوں کی مظلومی پر دلالت کرتے ہیں پیغمبر صاحب نے بذاتہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سے انواع و اقسام کی ذلتیں اور نقصانات برداشت کئے - چنانچہ بابدو نماز گذاری سے روکے گئے اونکے اوپر لوگوں نے تھوکا اور

تنگ ڈالی انہیں کے عمامے سے اونکی گردن باندھکر کعبے سے باہر نکال دیا۔ اونھون نے یہ سب تحقیر نہایت عاجزی کے ساتھ گوارا کی۔ وہ روزانہ اپنے معتقدین کو دیکھتے تھے کہ دشمنونکے ساتھ ظلم و بدسلوکیان کیجاتی ہین کیونکہ اوسوقت مین ان لوگون کے محفوظ رکھنے کی قدرت اونمین نتھی اونکے چچا کی موت کے بعد اونکے قتل کرنیکی کوشش کی گئی لیکن وہ مکہ بھاگ جانے سے محفوظ رہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ؕ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ۵ (رواۃ التسلسل - سورۃ الانفال)

سنہ ۶۱۵ع مین مکے کے قبیلہ قریش نے پیروان اسلام پر ظلم شروع کیا گیارہ آدمی بعض مع اپنے خاندان کے ملک چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اگرچہ نہایت سرگرمی سے اونکا تعاقب کیا گیا لیکن ان لوگون نے بحر احمر[۱] کو عبور کر کے شاہ ابی سینا[۲] کے دربار مین جاکر پناہ لی۔ مظلوم مسلمانون کی یہ پہلی ہجرت تھی۔ قریشیون نے اپنا ظلم بشدت جاری رکھا اور ایک جماعت ۸۳ مسلمانونکی ابی سینا مین جاکر سکونت گزین ہوئی۔ قریشیون نے ابی سینا کے دربار مین ایک ایلچی بھیجا تاکہ اون فراریون کو واپس بلاکر سزا دیجاے لیکن بادشاہ نے ان لوگونکے دینے سے انکار کیا۔ دو برس بعد قریشیون نے

۱؎ عرب و افریقہ کے درمیان حد فاصل ہے۔ طول چودہ ۱۴۰۰ ہزار میل۔ عرض دوسو تیس ۲۳۰ میل۔
۲؎ عرب والے اسکو حبش کہتے ہین یہ ملک پہلے پرتگال والون کو معلوم ہوا۔ اس ملک مین اپریل سے لیکر ستمبر تک بارش ہوتی ہے۔ ۱۲

ایک معاندانہ سازش کی کہ مسلمانون اور اونکے معاونین کے ساتھ جملہ تعلقات موقوف کردئے جائین اور اُن لوگون کو تخویف و تعدی کے ساتھ شہر چھوڑنے پر مجبور کیا۔ تین برس تک اُن لوگون نے معہ پیغمبر صاحب و قبیلہ بنی ہاشم کے ابوطالب کے مکان مین اپنے کو محصور رکھا جہان وقتاً فوقتاً اوھون نے غذا کی قلت سے تکلیف برداشت کی۔ اس عہد نامہ افتراقی پر نہایت سرگرمی سے عملدرآمد ہوا اور تھوڑے دن تک اُن لوگون کے ساتھ دنیاوی کاروبار سے بالکل قطع تعلق کرلیا گیا۔ اُس ملکی و تمدنی فرمان کی یہ شرطین تھین کہ متذکرہ بالا مسلمانون سے رسم تزویج نرکھی جاے نہ اوسنے خرید و فروخت کیجاے گویا کہ اونکے ساتھ کلیتہً جملہ تعلقات مسدود کردئے جائین اوس متبرک مہینے مین جبکہ سب لوگ مذہبی طور پر ظلم و تعدی سے احتراز کرتے تھے محمدؐ صاحب اپنے گوشۂ عزلت سے باہر نکلتے تھے اور بہ شمول حجاج مکہ وہان جاکر ترک بُت پرستی اور عبادت خداے واحد برحق کی تلقین و ہدایت کرتے تھے۔

شیب ابوطالب کوہ ابوقبیس کی چٹان کے نیچے تھا اور ایک پوشیدہ دروازہ تھا جو مسلمانون کو بیرونی مقام سے علیحدہ کئے ہوئے تھا۔ وہان اُن لوگون کو وہ کل تکالیف برداشت کرنی پڑین جو ایک محصور فوج کو ہوتی ہے۔ شہر کے بیرونی لوگ اوس کے اندر نیم جان بچون کی آواز سنتے تھے لیکن اگر وہ خواہش بھی کرتے تو اونکی مدد کرنے سے

مجبور تھے۔ ایک طرف تو یہ تکلیف اور دوسری طرف یہ ظلم گویا یہ دونوں حالتیں تقریباً تین برس تک جاری رہیں کہ قبایل قریش کے بعض سرداروں نے اس سازش سے علیحدہ ہو کر عہدنامہ سابق سے پیمان شکنی کی اور مقید مسلمانون کو رہا کیا۔ یہ دسوان سال تھا جسوقت کہ محمد صاحب نے ہدایت شروع کی تھی۔

اسی اثنا مین محمد صاحب کے معزز و محافظ چچا ابوطالب نے انتقال کیا جسکے سبب سے پھر وہ مصیبت مین پڑگئے اور مظالم ابوسفیان و ابوجہل کے آماجگاہ ہو گئے۔ اس باغی شہر مین انکی تعداد بہت کم تھی اور یہ لوگ کسی طرح وہانکے سرداروں سے ہمسری نہین کرسکتے تھے۔ اس نکتہ چینی کے زمانہ مین محمد صاحب نے یا تو مکہ مین رہنا نامناسب خیال کیا یا اس امید سے کہ کسی دوسری جگہ اونکی رسالت کی زیادہ تر مقبولیت ہوگی طائف کو چلے گئے جو بنی ثقیف کا ایک قصبہ اور بت پرستی کا ایک تیرتھ ہے وہان ایک سنگی مورت اللات نامی گران قیمت لباس اور بیش بہا جواہرات سے آراستہ و پیراستہ رکھی ہوئی تھی اور اوس کی پرستش اس طریقے سے کی جاتی تھی کہ گویا خدا کی لڑکیوں مین سے وہ ایک لڑکی تھی۔ یہان پیغمبر صاحب نے ان لوگون کو ہدایت شروع کی جو گوش ناشنوا رکھتے تھے اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ وہان کے خاص لوگ انکے ساتھ تضحیک و تذلیل سے پیش آتے اور پھر یہ امر عوام الناس مین پھیل گیا۔ یہ اس قصبہ سے انواع و اقسام کی ذلتون کے ساتھ

نکال دیے گئے۔ نہایت سختی سے انکی زدوکوب ہوئی اور مجروح کیے گئے یہ سوقت تک
کا مین واپس نہ آسکے جب تک عباس ہاشم کے سردار معظم نے انکی حفاظت نہین کی۔
سالانہ حج مین پرستش کرنے والونکے ایک چھوٹی جماعت جو مدینہ سے آئی تھی محمد صاحب کی
ہدایت کی طرف راغب ہوئی اور اسلام قبول کیا اس سال مین انکی تعداد مین بارہ تک اضافہ
ہوا۔ من بعد ان لوگون نے محمد صاحب سے ملاقات کرکے فرمانبرداری کا حلف اوٹھایا
اور ایک ہدایت کنندہ مدینہ جانے کے واسطے مقرر کیا گیا جہان یہ جدید مذہب ایک
حیرت انگیز تیزی کے ساتھ پھیل گیا۔ جب حج کا دوسرا موقع آیا تو مدینہ کے ستر نومریدین
نے ضمانت کی کہ وہ لوگ محمدؐ صاحب کی پیشوائی اور حفاظت اپنی جان و مال سے کرینگے
یہ سب کارروائی خفیہ طور پر کی گئی۔ لیکن جب قریش نے سنا تو اونھون نے اپنے مظالم
مین زیادتی کے ساتھ سختی شروع کی یہانتک کہ بعض مسلمان قید کیے گئے۔
محمدؐ صاحب کو قریشون کے تعصب سے سخت تکلیف ہوئی اور یہ دیکھ کر کہ ان لوگون نے
مستقل ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے قبیلہ مین سچے مذہب کی ہدایت ہم کو نہ کرنے دین اپنی عافیت
و حفاظت کے واسطے دوسری سرزمین سے امیدوار ہوئے۔ اونھون نے باشندگان
مدینہ سے اپنی آمد و حفاظت کی خواستگاری کی اور ان لوگون نے وعدہ کیا کہ جسطرح
ہم لوگ اپنے عیال و اطفال کی حفاظت کرتے ہین اوسیطرح انکو بھی محفوظ رکھینگے

یہ ضروری ہے کہ اس وقت کے حالات مروجہ کو نہایت حزم و احتیاط سے پیش نظر رکھنا
چاہیئے کیونکہ ان واقعات سے مسلمانوں کی اخیر کارروائی بخوبی تصیح ہو جائیگی
مدینہ کے نو مسلمین پر جنکے افعال با وجودیکہ حضرت رسالت پناہ قریشیون کو شبہ ہوا
اور جتنے لوگ مکہ میں تھے اونکو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی - وہ ایک نو مسلم کے
ساتھ جو اتفاقاً اونکے ہاتھ آگیا نہایت بیرحمی سے پیش آئے اور ظالمانہ کارروائی
بڑی نہایت شدت سے شروع ہو گئی -

سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد میں حسب ذیل عبارت لکھتے ہیں -

"نو مسلمین مدینہ کی امداد اور ارادہ جلاوطنی کے شبہ نے قریشیون کے غضب کو
اور بھی مشتعل کر دیا اور اس ظلم کا نتیجہ ہوا کہ مسلمان لوگ مجبور ہوئے کہ وہ محمد صاحب
سے جلاوطنی کی اجازت حاصل کریں - دو وجوہ باہم متضاد واقع ہو گئے - مظالم
قریش کے سبب سے تو نو مسلمین کو ہجرت کی تعجیل تھی اودھر جابجا ہجرت سے قریشیونکی
بیرحمی میں زیادہ تر اشتعال پیدا ہوتا تھا"

معتقدین کی ہجرت کے دو مہینے قبل (بجز ان لوگون کے جو مقید ہو گئے تھے یا
غلامی سے آزادی نہ حاصل کر سکے اور بچون و عورتون کے) متعدد قبائل و خاندان
یکے بعد دیگرے خفیہ طور سے ہجرت کر گئے و جلاوطن ہو گئے یہانتک کہ شہر کے دو ایک

محلے بالکل ویران ہو گئے۔ قریشیوں نے ایک مجلس شوریٰ منعقد کی اور اسمین محمد صاحب کو غیر مستحق حفاظت قانونی ٹھہرایا۔ وہ اپنے وفادار دوست و مقلد ابو بکرؓ کے ساتھ شہر سے بھاگے اور قریشیوں نے اونکا تعاقب کیا اور یہ اعلان کیا کہ اگر وہ گرفتار ہو گئے تو فوراً قتل کئے جائینگے۔ وہ معہ ابو بکرؓ کے تین دن تک غار مین چھپے رہے اور پھر وہان سے مدینہ کی طرف کوچ کیا۔

باوجود محمد صاحب کی ہجرت اور اونکے مقلدین کی جلاوطنی کے قریشیون کا بغض و عناد ان لوگون کے ساتھ زیادہ ہی ہوتا گیا۔ بعض مسلمان جو اپنے اہل و عیال کو مجبوراً مکہ مین چھوڑ گئے تھے اور وہ لوگ جو نو مسلم تھے اور بوجہ علالت و ضعف کے تارک الوطن ہونے کے قابل نہ تھے اونکے ساتھ بھی نہایت بیدردی و بیرحمی سے بدسلوکیان کی گئین۔ وہ لوگ اپنے مکانون سے باہر کوچون مین نکال دئے گئے۔ مکہ والون نے مملکت مدینہ پر چند بار یورش کی اور قبل اس کے کہ مسلمانون کے ساتھ کوئی جنگ واقع ہو وہ لوگ اس مصمم ارادہ سے لڑائی پر تیار ہوئے کہ مسلمانون کو بالکل نیست و نابود کر دینا چاہتے۔ ان کل امور کا فطرتی و ناگزیر نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان حفاظت خود اختیاری کی غرض سے سامان حرب کی جانب رجوع ہونے پر مجبور ہوئے۔

مولوی چراغ علی صاحب رقمطراز ہین۔۔۔ " مسلمانون کے لئے کافی وجوہ تھے

کروہ ایذا رسانی کا روائی اختیار کرتے کیونکہ وہ اپنے اہل و عیال و نیز اُن لوگونکی
حفاظت کے خواستگار تھے جو اونکے ساتھ مکہ والون کے ظلم و تشدد کے سبب سے
ہجرت کرنے کے لایق نہ تھے لیکن اونھون نے کسی موقع پر اپنے کو بالکل فسادی نہین ثابت کیا
آوارہ و خانمان برباد ہو کر بھی ان لوگون نے اُسوقت تک آلات حرب کی طرف رجوع نہین
کیا جب تک کہ حفاظت خود اختیاری کے واسطے کلیۃً مجبور نہین ہوئے۔

اسوقت مین ان دونون فریق کے درمیان خلش پیدا کرنے والا اور معاملات کا پیچیدہ
بنانے والا ایک دوسرا آلہ بھی تھا یعنی مبالغہ آمیز قصے متعلق بہ ارادہ قریش مکہ کے
مدینہ پہونچتے تھے اور اسی طرح سے مکہ والون کو متواتر مدینہ کے مسلمانون کی افواہی خبرین
ملتی تھین کہ وہ لوگ جنگ کی تیاریان کر رہے ہین۔ چونکہ قریش مسلمانونکی قلت تعداد
سے واقف تھے اسوجہ سے اونکا غیظ و غضب اور بھی زیادہ ہوتا تھا لیکن اگر پیغمبر صاحب
کے مقلدین کی تعداد بکثرت ہوتی تو یہ امر نہ ہوتا۔

محمد صاحب اور اونکے مقلدین کی یہ خواہش نہین تھی کہ جنگ کی تیاری کیجاتے وہ صلح کو
کل چیزون پر مقدم رکھتے تھے وہ اپنے لئے اور اپنے ارادتمندونکے واسطے
یہی چاہتے تھے کہ نقل و حمل کی پوری آزادی رہے اور مذہبی اعمال و ہدایت مین اونکے
ساتھ کوئی مزاحمت نکیجاتے۔ مکہ والون نے اس سے انکار کیا اور تب اونھون نے

اپنے معتقدین کو صلاح دی کہ وہ لوگ شہر کو چھوڑ دیں اور کوئی دوسری جگہ امن کی تلاش کریں ہجرت کے بعد قریشوں کی عداوت محمد صاحب اور اونکے معتقدین سے بہ نسبت پہلے کے زیادہ ہو گئی۔ قرص ابوجہار جو قزاقانِ قریش کا سردار تھا ایک مرتبہ مدینہ والوں کے اونٹوں پر جبکہ وہ میدان میں شہر سے چند میل کے فاصلہ پر چر رہے تھے حملہ آور ہوا اور لیگیا اسی قسم کے متعدد ہنگامے ان لوگوں نے کئے لیکن مسلمانوں کی طرف سے اسوقت تک اپنے فوائد کے انتقام و حفاظت کی کوئی کوشش نہیں کی گئی جب تک کہ قریشوں نے ۹۵۰ سپاہیوں کی فوج ہمراہ لیکر جسمیں سات سو شتر سوار اور سو اسپ سوار تھے مکہ سے کوچ کر کے جانبِ مدینہ پیشقدمی نہیں کی اور مدینہ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ وہ لوگ حملہ مسلمانوں کے قتل کے واسطے آتے ہیں۔ بلحاظ اونکی سابق کی ظالمانہ کارروائیوں کے یہ قصہ ممکن الوقوع معلوم ہوا اور تین سو پانچ آدمی اونکی پیشقدمی کے انسداد کے واسطے روانہ کئے گئے دونوں فوجوں کا بمقام بدر مکہ سے نو منزل کے فاصلہ پر مقابلہ ہوا اور ایک مختصر لیکن خوفناک جنگ ہوئی جسمیں قریشوں نے شکست کھائی۔ دونوں فریق کے درمیان یہ پہلی لڑائی تھی اسکے پہلے محمد صاحب ہمیشہ اپنے معتقدین کو مجبور کرتے رہے کہ وہ لوگ اہالیان مکہ کی جفا و ایذا کو تحمل سے برداشت کریں اور اونکی ایذا رسانی سے باز رہیں۔ لیکن جب قریشی نو سو پچاس سپاہیوں کی فوج کے ساتھ مدینہ کی جانب کوچ کرتے نظر آتے تو اس موقع پر دو سوال پیدا

ہو گئے۔ یا تو حفاظت خود اختیاری کیجائے یا قتل ہونا منظور کیا جائے اونھون نے
اول الذکر کو اختیار کیا اور یقین کیا کہ خدا نے اونکی قلیل جماعت کو دشمنون پر فتحیابی کی قوت
عطا کی۔ جنگ بدر کے بعد مسلمانون کو یہ امید ہوئی کہ مکہ والون کو شکست دینے سے
اب تھوڑے دن تک امن کے ساتھ بسر ہوگی لیکن ابو سفیان جو قریشیون کا سردار تھا دو سو
سوار لیکر اتفاقی و ناگہانی طور پر حملہ کرکے اونکی زراعت و باغات کو جو شہر سے جانب شمال
مشرق واقع تھے پامال برباد کردیا اور محمد صاحب مدینہ والون کو اندیشہ و پریشانی مین ڈال دیا۔
سلیم و غطفان کے خانہ بدوش طایفون نے جو قریشیون کے ہم نسل تھے غالباً انکی تحریک سے
یا کم سے کم ابو سفیان کی دیکھا دیکھی دو مرتبہ مجتمع ہوکر مدینہ پر غارت کنان حملہ کیا اور یہ
حرکت اونکی عادات قزاقی کے بالکل مطابق تھی۔

دوسری مرتبہ قریشیون نے مدینہ پر حملہ کرنے کے واسطے بڑی تیاریاں کین اور جنگ بدر
کے ایک سال بعد وہ لوگ مع تین ہزار فوج کے جسمین سات سو زرہ پوش سپاہی اور دو سو عمدہ
سوار تھے شہر مدینہ کی جانب کوچ کیا۔ مدینہ پہونچنے سے پہلے اُن لوگون نے ایک وسیع
اور سرسبز میدان مین جو اُحد کے جانب مغرب واقع ہے اپنے خیمے نصب کئے۔ مسلمانون نے
سات سو سپاہیون اور دو سو سوارونکے ہمراہ مقابلہ کیا اور شکست دی۔ یہ شکست اونکے
لئے امید سے زیادہ باعث مصیبت ثابت ہوئی کیونکہ بدوونکی ایک کثیر تعداد اونکی دشمنی پر

آمادہ ہو گئی - بنی اسد کا ایک طاقتور قبیلہ قریشیون کے ساتھ سنجد مین شامل ہو گیا اور
حوالی مکہ کے بنی طلیان مدینہ پر حملہ کے واسطے تیار ہو گئے - سبب سے محمدی داعظین جو
ہدایت اُصول مذہب اسلام کے واسطے باہر گئے ہوئے تھے قتل کئے گئے - وسہر کے
گروہ قزاقان نے بھی شہر پر حملہ کی دھمکی دی اور بنی مصطلق نے قریش کے مجوزہ حملہ مین
شریک ہونے کے واسطے فوج تیار کی —

ابو سفیان نے جبکہ میدان احد سے واپس جا رہا تھا مسلمانون کو ایک جدید حملہ کی تخویف
کی اور عمرؓ سے کہا کہ ہم لوگ بدر مین پھر ملینگے ایک سال گزرنے دو "

قریشیون نے موسم سرما آیندہ لڑائی کے واسطے پسند کیا اور بدوّن کی فوج ملا کر دس ہزار
کی جمعیت کے ساتھ اوٹھون نے مسلمانون سے مقابلہ کے واسطے مدینہ کی جانب کوچ
کیا - اور اُس شہر کا محاصرہ کر لیا - مسلمانون نے شہر کے چارونطرف خندق کھود کر اوسکی
حفاظت کی اور اوسی مین اپنی مورچہ بندی کی - اوسوقت مین ابو سفیان کو قبیلہ قریظہ
کے یہودیون کے بہکانے مین کامیابی ہوئی کہ وہ لوگ محمد صاحب کی اطاعت سے
مُنکر ہو جائین اور اسطرح سے گویا اوسنے مسلمانون کی قوت کو کمزور کیا - قریشیون نے
ایک مجموعی حملہ کیا اور ہزیمت کھائی - ناقص موسم شروع ہو گیا اور مکہ والے ہمت
ہار گئے - اسوجہ سے ابو سفیان نے اون لوگون کو مکہ واپس جانے کا حکم دیا - یہ اخیر

لڑائی مسلمانوں اور قریشیوں کے درمیان ہوئی۔
مکّے سے نکلے ہوئے محمّد صاحب کو چھ برس گزر گئے تھے اور اس عرصہ مین نہ تو اونھون نے اور نہ اونکے مقلدین نے کعبہ کی زیارت کی جو اُسوقت مین بھی ایک متبرک مسجد سمجھا جاتا تھا۔ اور نہ وہ لوگ سالانہ حج مین شریک ہوئے تھے جو اونکی تمدنی و مذہبی زندگی کا ایک جزو اعظم تھا۔ پس اونھون نے یہ قطعی ارادہ کیا کہ ذیقعدہ کے مہینے مین مکہ جاکر چھوٹا حج کیا جائے کیونکہ اس مہینے مین مُلک عرب مین جنگ ناجائز تھی۔
پندرہ سو دیندار و صالح عبادت گزارون کو لیکر وہ مکہ روانہ ہوئے۔ اور بجز اُس سلحہ کے جو مسافرون کے واسطے ضروری ہے یعنی تلوار نیام کردہ اور کچھ اُن لوگون کے پاس نہ تھا۔ قریشی حاجیون کی آمد سنکر اور اونکے مقصد کی بابت غلط فہمی کرکے معہ اپنے رفیقون و گرد و نواح کے قبیلون کے فوراً مسلح ہوگئے اور سفر کرنے والی جماعت کی مزاحمت کو روانہ ہوئے۔ اُن لوگون سے حدیبیہ مین ملاقات ہوئی اور اصل غرض ظاہر ہوئی اور ایک صلحنامہ باتفاق رائے فریقین مرتب کیا گیا کہ دس برس تک جملہ مخاصمت ملتوی کیجائے۔ ہر فریق نے ذمہ داری کی کہ اس عرصہ مین ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے باز رہین گے۔ جو شخص مسلمانون کی شرکت چاہے اوس کو اس کام کی پوری آزادی حاصل رہے۔ عہدنامہ کی مندرجہ ذیل شرائط اور بھی تھین۔

"اگر کوئی شخص بلا اجازت اپنے ولی کے محمدؐ صاحب کے پاس جاتے تو وہ اوس کو ولی کے پاس واپس بھیجدین۔ لیکن اگر کوئی شخص محمدؐ صاحب کے مقلدین مین سے قریش کے پاس جاتے تو وہ واپس نکیا جاتے گا۔ محمدؐ صاحب اور اونکے مقلدین اس سال واپس جائینگا اور ہمارے شہر مین داخل ہنون۔ آیندہ سال مین وہ مع اپنے مقلدین کے تین دن تک مکہ کی زیارت کر سکتے ہین جبکہ ہم لوگ وہان سے واپس ہو جائینگے۔ لیکن وہ لوگ وہان مع اسلحہ کے نہین داخل ہو سکتے بجز اسکے کہ جو مسافرون کو ضروری ہے یعنی نیام کردہ تلوار" یہ عہدنامہ اُسوقت تک قایم رہا جبتک قریشون نے پیمان شکنی نہین کی اور چند مسلمانون کو فریب سے قتل نہین کرڈالا۔ محمد صاحب نے جو جمعیت واعظین بھیجی اوسکو بالکل ناکامی ہوئی کیونکہ جو لوگ اُس مین شامل ہوتے وہ قتل کئے گئے۔ ایک جماعت بنی سلیم کے پاس اشاعت مقالات اسلام کے واسطے بھیجی گئی اور وہ قتل کی گئی اور یہی حال اس گروہ کا بھی ہوا جو بنی لیث کے پاس بھیجا گیا۔ ایک گروہ فدک کی جانب بھیجا گیا اور بنی مرا نے ان لوگون کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ دوسری جماعت ذات عطا کی طرف دعوت اسلام کے واسطے بھیجی گئی اوس مین ہر شخص قتل کرڈالا گیا صرف ایک آدمی نے بھاگ کر جان بچائی۔ چونکہ ان جرائم کی کوئی سزا نہین دی گئی اسوجہ سے قریشون کو عہدنامہ سے انحراف کی زیادہ ترجرات ہوگئی۔ ہجرت کے آٹھوین سال مین محمدؐ صاحب نے

اُن لوگوں کے مقابلے اور مظلوم بنی خزاعہ کی حفاظت کے واسطے ولکہ والون سے اُنکی عہد شکنی کا جواب لینے کی غرض سے کوچ کیا - قریشوں نے مسلمانوں کو آتے دیکھکر فوراً شہر اونکے حوالے کر دیا - محمد صاحب اسلامی فوج کے سردار بنکر مکہ مین داخل ہوئے یہ امر قابل یادداشت ہے کہ نہ تو ایک قطرہ خون کا گرایا گیا نہ کوئی مکان لوٹا گیا اور نہ کوئی عورت بے حرمت کی گئی - باوجودیکہ یہ وہی شہر تھا جہان محمد صاحب پر نہایت بیرحمی سے ظلم کیا گیا تھا اور وہ بے خانمان و مفلس بناکر ایک فراری کی طرح نکال دیے گئے تھے اگر انکو انتقام کی خواہش ہوتی تو یہ موقع بہت اچھا تھا لیکن تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے حلیم عفو کرنے والے اور برادرانہ محبت رکھنے والے تھے کہ جمد اہالیان مکہ اونکے مقلدین مین شامل ہو گئے - اسطرح وہ عملی طور پر مکہ و مدینہ دونوں کے حکمران ہو گئے لیکن اوڈھون نے مدینہ مین سکونت جاری رکھی -

واقعات متذکرۂ بالا سے خبر کی صحت کی تصدیق مسیحی مورخین بھی اسی طرح کرتے ہین جیطرح اسلامی مورخین - معلوم ہوا ہوگا کہ قریشوں کے ساتھ مسلمانونکی لڑائیان محض اپنی حفاظت کے واسطے تھین دراصل ایسے اول الذکر خود الرکننده تھے -

گبن[1] لکھتا ہے " قدرت کے قانون مین ہر شخص اپنی ذات و ملکیت کی حفاظت کا مجاز ہے

[1] اڈورڈ گبن - ایک مشہور و معروف مورخ ہے - آکسفورڈ کے میگڈالن کالج مین تعلیم پائی کمسنی ۱۷۵۳ء مین اوسنے رومن کیتھلک چرچ کا عقیدہ اختیار کیا لیکن دوبارہ سوئزرلینڈ مین پروٹسٹنٹ ہو گیا - فرنچ اور لٹن یہ تین زبانین اوسنے نہایت قابلیت سے حاصل کین - عنفوان شباب مین ایک پادری کی لڑکی سے اسکو عشق ہوا - لیکن والدین کی نارضامندی کے سبب سے شادی نہو سکی - گبن نے پھر اپنی شادی نہین کی ۱۷۷۶ء مین اوسکی مشہور تاریخ ادبار و تنزل روم کا پہلا حصہ شائع ہوا اور کل بقیہ حصص مشتہر ہوئے - ولادت ۱۷۳۷ء وفات ۱۷۹۴ء - (مترجم)

اسلحہ رکھتا ہی۔ اپنے دشمنون کو دفع کرسکتا ہی یا اونکی تعدی کا بدلا لے سکتا ہی اور اپنے انتقام و معاوضہ کو ایک مناسب حد تک وسیع کرسکتا ہی۔ عربونکی آزاد سوسائٹی مین رعایا اور شہریون کے فرائض نے ایک کمزور مزاحمت کی اور محمد صاحب کو اونکے ہموطنونکی نااتفاقی نے اسوقت مین محروم وجلاوطن کیا جسوقت مین کہ وہ اپنے خیراندیش و صلح آمیز رسالت کو عملدرآمد کررہے تھے۔"

گبن نے اپنے اصول کے مطابق جو نتیجہ مستخرج کیا ہے یقیناً اس کو ہر شخص تسلیم کریگا۔ ابتدا مین مسلمانون کو مکہ مین نہ تو آزادی حاصل تھی اور نہ اونکو امن ملتا تھا۔ وہ مذہبی آزادی سے بھی محروم کئے گئے باوجودیکہ وہ لوگ اپنی جماعت کے مسکین و بیگناہ اشخاص تھے علاوہ اس کے وہ اپنے مسکن سے خارج کئے گئے اور بعض مواقع پر اونھون نے اپنے عیال و جائداد کو ظالمون کے ہاتھ مین چھوڑدیا۔ مکہ مین واپس آنے سے باز رکھے گئے۔ متبرک معبد مین داخل ہونے سے ممنوع کئے گئے مدینہ تک اونکا تعاقب ہوا جہان اہالیان مکہ نے اونپر حملہ کیا۔ مسلمانونکے ساتھ قریشیون کا جبر و ظلم مذہبی بنیاد پر تھا۔ وہ معتقدین کو اسکی اجازت نہین دینی چاہتے تھے کہ وہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے انکار کرین اور اسلام قبول کرین۔ اونھین ایسی سختی و بیدردی سے تعصب تھا کہ اونھون نے بعض نومعتقدین کو اذیت و عقوبت مین رکھا تاکہ ان لوگون کو پھر مرتد و بت پرست

ہونے پر مجبور کریں۔

مسلمانوں کو بھی حق حاصل تھا کہ وہ مکہ والوں کے مفسدانہ تعصب کا انسداد کریں اور اسلحہ کے ذریعے سے اپنے کو برقرار رکھیں تاکہ اونکو بھی آزادی حاصل ہو جائے اور اپنے مذہب کے ارکان ادا کر سکیں۔

جیسا کہ بعض متعصب کاذب مصنفین نے لکھا ہے اوسکی کوئی مثال اسلامی تاریخ میں بزمانہ حیات محمد صاحب نہیں ملتی کہ مسلمان انتقام کے واسطے لڑے ہوں یا اپنے مذہب کو بزور شمشیر رائج کرنا چاہا ہو کسی کاروان کو جو مدینہ کی سمت سے گذرا ہو لوٹ لیا ہو۔ مسلمانوں کو اس جہ سے لڑنے کی اجازت دی گئی کہ اون سے مقابلہ کیا جاتا تھا اور پہلے اونپر حملہ ہوتا تھا۔ اونپر تشدد کیا گیا تھا اور بلا کسی جایز سبب کے جلا وطن کر دی گئے تھے۔ مدینہ کے لوگ صرف محمد صاحب کی حفاظت کے ضامن ہوتے تھے کہ اونکو دشمنوں کے حملے سے محفوظ رکھیں گے اور یہ خیال بالکل مہمل ہے کہ مدینہ والوں نے اونکو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ قریشوں کے اُن کاروانوں کو جا کر غارت کریں جو مدینہ کی سمت سے گزریں۔

سر سید احمد خان بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی رقمطراز ہیں۔ " یہ بیان کہ تلوار مشاعت اسلام کے واسطے ناگزیر سمجھی اُن الزامات میں سے ایک بڑا الزام ہے جو بالکل باطل

طور سے دیگر مذاہب والے اس مذہب پر عائد کرتے ہین اور یہ بیان الزام لگانے والون کی تمامتر جہالت سے پیدا ہوتا ہے۔ اسلام جن امور کی ہدایت کرتا ہے اونکے واسطے قلبی اور صدق دل سے اعتقاد چاہتا ہے اور وہ ایسا خالص عقیدہ ہوتا ہے جو بظلم و تشدد نہین حاصل ہوسکتا۔ صاحب امتیاز ناظرین کو اس امر کے غور کرنے مین ناکامی نہوگی کہ یہ الزام اسلامی مذہب کے اصول ہادی سے تمامتر مخالف ہے۔ کیونکہ حتی الامکان ایک واضح عبارت مین اسکی تصریح کی گئی ہے۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ جس اصول پر حضرت موسیٰ کو تلوار کے استعمال کی اجازت دی گئی تھی کہ بلا استثنائی شخص واحد کل مشرکین و ملحدین نیست و نابود کردئے جائین اوسکی مطابقت کسی طرح اسلام کے ساتھ نہین ہوسکتی۔ محمدی لوگون نے اوسواسطے تلوار نہین پکڑی تھی کہ ملحدین و مشرکین کو قتل کرین یا نوک شمشیر سے لوگون کو مسلمان ہونے پر مجبور کرین۔ بلکہ اوسواسطے تلوار ہاتھ مین لی تھی کہ جاودانی حقیقت اور خدا کی وحدانیت کو تمامی کرۂ ارض پر شائع کرین۔ اسلام مین یہ بہت عمدہ اور نہایت قابل تحسین فعل ہے کہ اُس خدائے واحد کے وجود کی جو نظرون سے نہان ہے ہدایت و اشاعت کرین۔ یہ نہایت مشکل سے امید کی جاسکتی تھی کہ ملحدین کے ملکون مین اُن مسلمانون کی حفاظت کا کوئی کافی بندوبست ہوسکیگا جو عبادت خدائے واحد کی علانیہ طور پر تعلیم و ہدایت و ترغیب دیتے ہین۔ اور تب اُس

وقت تلوار کی جانب توجہ مبذول کی جاتی تھی تاکہ اسلامی قوت کی ترجیح قایم رہے اور
اُن مسلمانون کے واسطے حفظ و امن برقرار رہے جو اپنے خوشگوار مذہب کے اصول
کی ہدایت کے واسطے منتخب کئے جائین اور یہ لوگ آرام سے اُن ملکون مین ایسے لوگون کے
ساتھ بسر کرین کہ اونکے طرز زندگی اور اطوار سے سبق حاصل کرین تاکہ مسلمان
امن سے زندگی بسر کرین اور صرف برحق خداے واحد کی عبادت کا طریقہ تعلیم کرین
مندرجہ ذیل تین صورتون مین سے ایک صورت سے حاصل ہو سکتا تھا۔ اول تو یہ کہ مذہب
مذہب کا اختیار ہو۔ دوسرے یہ کہ عہد و پیمان کے ذریعے سے امن و امان قایم رہے
اور تیسری صورت فتح کے ذریعہ سے تھی۔ پس جس وقت امر مطلوبہ حاصل ہو جاتا فوراً تلوار
نیام مین رکھ لیجاتی تھی اگر امن و آسایش اخیر کے کسی دو طریق متذکرہ بالا سے قایم
ہو جاتی تھی تو کوئی فریق ایک دوسرے کے مذہبی امور مین دست اندازی نہین کرتا تھا
اور ہر شخص کو اپنے جملہ مذہبی آئین و رسوم کے ادا کرنے کی گو وہ کسی قسم کے ہون بلا کسی تعرض
کے آزادی تھی"

جو لوگ یہ یقین کرتے ہین کہ مسلمانون نے بیرحمی سنگدلی اور تعصب سے خونریزی
کی اونکو چاہیئے کہ محمد صاحب اور اونکے خلفاء کے زمانہ مین عرب کے حالات مروجہ پر
غور کرین اور تامل کے ساتھ اُن تاریخی واقعات پر جو صحیح و معتبر ہین اور محمد صاحب

اونکے مقلدین کے قدیم کردہ وضع کے مطابق ہی خوض کرین-

تھامس کارلائل[1] اپنی کتاب مین نہایت وضاحت سے مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہین:
"قوم عرب کے واسطے اسلام کا ظہور ایسا تھا کہ گویا ظلمت مین ایک شعاع متجلی ہوگیا- ملک عرب پہلے اسی کے ذریعے سے زندہ ہوا- ایک بے حقیقت قوم شبان جو خلقت دنیا سے لیکر اسوقت تک بیابانون مین آوارہ گرد پھرتی تھی اور کسی کو اوسکی جانب توجہ نہ تھی- اونکے پاس ایک بہادر پیغمبر ایک ایسے پیغام کے ساتھ بہیجا گیا جسپر ان لوگون نے اعتقاد کیا- دیکھو وہی قوم جسکی طرف کسی کو بھی توجہ نہ تھی اب تمام دنیا کی نگاہین اوسی کی جانب ہین وہی چھوٹی قوم ترقی کر کے عظیم الشان ہو گئی ہی- ملک عرب ایک سمت مین گرینڈا[2] تک ہی اور دوسری سمت مین دہلی تک وہ اپنی عظمت و جلالت کی جھلک دکھلا رہا ہی- ملک عرب مدت دراز سے اپنی روشنی تمامی قطعہ دنیا مین پھیلا رہا ہے اعتقاد مین ایک جان بخش قوت ہوتی ہی قومی تاریخ اوسیقدر جلد بارآور و روح افزا ہوجاتی ہی جسقدر جلد وہ اعتقاد کرلیتی ہی- وہ اعرابی- وہ جوانمرد محمدؐ- اور صرف ایک صدی- کیا یہ مثل ایسی چنگاری کے نہین ہے جو زمین پر گر کے بالکل خاک سیاہ و ناقابل لحاظ ہوجاتی ہی

---

[1] تھامس کارلائل- اونیسوین صدی مین ایک مشہور و معروف مصنف گذرا ہی- پیدائش مقام اسکاٹلینڈ ۱۷۹۵ء موت ۱۸۸۱ء-
[2] گرینڈا اسپین کے دکن جانب ایک شہر ہی- آٹھوین صدی مین اسکی بنیاد ہوئی اور تیرہوین صدی مین یہ دار السلطنت قرار پایا اوسوقت مین یہ ایسا وسیع اور دولتمند شہر تہا کہ اسکی مردم شماری چار لاکھ کی تھی-

لیکن وادیکھو اس چنگاری نے اپنے میں ؛ ۔دکی خوصیت پیدا کی۔ آسمان کی بلندی تک مشتعل ہو گئی اور وہاں سے گرینا ایک پیل گئی۔"

جان ڈیوینپورٹ ایک دوسرا عیسائی مقطراز ہے۔

"یہ ان لوگوں کی ایک ہیبت ناک غلطی ہے جنھوں نے خیال کر لیا ہے یا اب تک خیال کرتے ہیں کہ جو مذہب قرآن نے سکھلایا اوسکی اشاعت محض تلوار سے کی گئی کیونکہ غیر متعصب اشخاص اسکو فوراً تسلیم کر لینگے کہ محمد صاحب کے مذہب میں انسانی قربانی کے قصاص میں نماز و زکوٰۃ قائم کی گئی اور بعوض عناد و دائمی فسادات کے نفع رسانی و تمدنی نیکیاں جاری کی گئیں جسکے سبب سے تہذیب و شائستگی پر بہت بڑا اثر مترتب ہوا اور جو مشرقی دنیا کے واسطے ایک حقیقی برکت کا باعث تھا پس اسکو ان خونخوار ذریعوں کی جنکو حضرت موسیٰ نے بیدردی و بے احتیاطی کے ساتھ استیصال بت پرستی کے واسطے استعمال کیے کچھ ضرورت نہ تھی۔

پس یہ کیسی فضول و مہمل بات ہے کہ محض بے فائدہ طعن گستاخانہ و بیان جاہلانہ ان زبردست ذریعوں پر کیے جائیں جنکو ید قدرت نے بوساطت سلسلۂ زمانہ دراز نوع انسان کے خیالات اور اصول مذہب پر اثر پہونچانے کے واسطے قائم کیا ہے اگر بانی مذہب کی ذاتی حالت نے صرف طریق مذہب پر اوسکی غیر معمولی ترقی و عروج

کی مناسبت سے لحاظ کیا جاتے تو اسمین بہت زیادہ دلچسپی ہوگی اور کسی قسم کا شبہ نہوگا لیکن جن لوگون نے محمدی اور مسیحی حسن و قبح کو بہ تقابل تحقیق کیا ہی اور سمجھ لیا ہے اون مین سے شاذ و نادر ایسے ہین جو اس جانچ پرتال کے بعد کسی وقت مین متحیر و مشوش نہوے ہون اور صرف اسی امر کے تسلیم کرنے پر مجبور نہین کہ محمدی مذہب بہت سے سودمند و دانشمندانہ مقاصد پر مبنی ہی بلکہ اسکے بھی معترف ہوتے کہ وہ اپنی ایجاد مین ایک مختتم سبیل رفاہ و بہبود کی ہے"

آٹھوان باب

امریکہ کی اسلامی انجمن

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ (پارہ ۳۰ سیپارہ ۹۶ سورہ علق)

اسقدر غلط اطلاعین متعلقہ تجویزات مسلمانان شرقی برائے رواج طریق اسلامی بمقام امریکہ مشتہر ہوچکی ہین کہ اب ان مقاصد کا بہ نسبت سابق کے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنا لابد ہوا—

امریکہ کی اسلامی انجمن محض تعلیمی ہے اگرچہ اسلامی واعظین جب انکی ضرورت ہوگی یہاں آکر ملک کے مختلف حصون مین وعظ کہین گے۔ لیکن سردست متفقہ کوششون کا یہ کام ہوگا کہ ذی فہم گروہون کو بتلایا جاتے کہ محمد صاحب کون اور کیا تھے اور اونھون نے حقیقتاً کیا ہدایت کی۔ اور کذب و غلطی کی وہ عمارت جس کو متعصب جاہل مصنفین صدہا سال سے اسلام کے برخلاف استادہ و تعمیر کر رہے ہین مسمار کی جاتے۔ اس کوشش کی عظمت کو اس حقیقت کے ساتھ کوئی شخص نہین سمجھتا جتنی کہ میرے نزدیک ہے لیکن مجھے امریکہ والون کی فراست و انصاف سے پورا بھروسہ ہے اور اونکی اس خواہش سے بخوبی اطمینان ہے کہ وہ ہر ایک ایسے دعوی کی طرف صفائی اور بلاطرفداری کے التفات کرتے ہین جو اونکے سامنے ٹھیک طور پر پیش کیا جاتے۔

اسکے متعلق پہلی کارروائی یہ ہوگی کہ ایک ہفتہ وار اخبار کا بندوبست کیا جائے جسمین اسلامی اصول و قواعد اور اوس کے متعلق مباحث بالتصریح مندرج کیے جائین اور دنیا کے کل حصونکی مختلف خبرین و مضامین مسلمانون کے مذاق کے مطابق شائع ہون۔ اس اخبار سے یہ امید کی جاتی ہے کہ یہ ہمارے ملک کے ذکی الطبع گروہ اور اسلامی دنیا کے درمیان مراسلات پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہوگا۔ اس حصے

مین ہندوستان مصر اور ترکی کے فاضل آدمیون کے مضامین شایع ہونگے
اور عربی و فارسی ۔ اردو ۔ گجراتی تصنیفات کے ترجمے مندرج ہونگے جو ابتک
انگریزی مین موجود نہین ہین اور اس کا اصلی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے عربی فارسی
علوم کی تحصیل کا شوق ہوگا اور اس سے مغربی دنیا کو اسلامی تاریخ و اسلامی قوانین
سے زیادہ ترعمدگی سے واقفیت ہوگی بہ نسبت اسکے کہ کسی دوسرے طریقے
سے یہ معلومات حاصل کیجاتی ۔

علاوہ اس اخبار کے ایک لکچر روم اور کتب خانہ قایم کیا جائیگا جہان شایقین
آزادی سے اسلامی علوم کی تحصیل اور ان فاضل ہندیون سے گفتگو کرسکتے ہین جنکی
نیویارک مین آنے کی امید اگست یا ستمبر تک ہے ۔ کتابون کی اشاعت کا ایک
کارخانہ جاری کیا جائے گا جہان سے اسلامی کتابین اور رسالے شایع ہونگے ۔
یہ تحریک مشرق مین بہت دنون تک معرض غور مین رہی اور یہ اوسی کامل غور و خوض کا
نتیجہ ہے ۔ گرجا کی عیسائیت کا ظاہر و صریحی ادبار اور امریکہ کے بڑے شہرونکے
دانشمند و ترقی کرنے والے لوگون کا اس طریقہ سے برگشتہ ہونا اس یقین کی جرأت
دلاتا ہے کہ وہ زمانہ آگیا جس مین حق مذہب کی اشاعت نصف کرۂ شرقی سے لے کر
نصف کرۂ غربی تک کیجائے ۔ اس مذہب کا اسقدر اشاعت پذیر ہونا تھوڑے

شروع ہوا ہے - پانچ برس سے کم ہوئے کہ اس نے انگلستان میں بتدریج ترقی شروع کی اور لورپول میں ایک تبلیغی جماعت مسلمین کی پیدا کر لی - اب اس شہر میں ایک مسجد و اسلامی مدرسہ و بورڈنگ ہاؤس ہے -

اس میں شبہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ امریکہ میں اسکی ترقی بہ نسبت انگلستان کے زیادہ تیزی سے ہوگی - انجمن اسلامیہ امریکہ کے موجد اور اس میں ابتدا سے جوش و کمال دلچسپی حاصل کرنے والے مدینہ کے حاجی عبداللہ عرب ہیں - یہ ایک دولتمند سوداگر ہیں اور انکا کاروبار تجارت جدہ - بمبئی - کلکتہ اور سنگاپور میں ہے اور یہ اپنے مذہبی امور میں بہت کچھ مصروف رہتے ہیں - یہ انسانیت کے ایک اعلیٰ نمونہ اور زندہ تمثیل ہیں - مجھے ایسے آدمیوں سے ملنے کا بہت کم اتفاق ہوا - یہ ممکن ہے کہ آدمی دولتمند اور اپنے کاروبار میں مستعد ہو اور باوجود اس کے مثل معصوم بچہ کے اوسکے خیالات پاکیزہ ہوں اور وہ برحق خدائے واحد کے ایک عبادت گزار ہیں -

اگست سنہ ۱۸۹۱ء میں میں نے عبداللہ کر سے جو میونسپل کونسل بمبئی کے ممبر اور ایک اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہیں مراسلت شروع کی - یہ مراسلت جانبین کی آگاہی کے واسطے شروع ہوئی اور اسکے ذریعہ سے مجھکو حاجی عبداللہ عرب سے واقفیت ہوئی جنھوں نے

مارچ ۱۹۱۲ء میں بمقام منیلا ملاقات کی اور میرے مکان پر قیام کرکے امریکہ کی اسلامی انجمن کی بابت گفتگو کی۔ اونھون نے قطعی رائے قایم کرلی ہے کہ اپنی اس بڑی جائداد کا ایک ثلث اس کام میں صرف کرینگے اور یہ بھروسہ کیا کہ دوسرے لوگ بھی اگر آزادی سے اس مین شامل ہونگے۔ حاجی صاحب کو امین وہو کہا نہین ہوا، کیونکہ دسمبر مین بمقام بمبئی ایک کمیٹی مقرر ہوئی جس مین بدرالدین عبداللہ کُر سکرٹری ہوگئے اور یہ تجویز ہوئی کہ مذہب اسلام کی اشاعت کیجائے اور اس کام کے واسطے ضروری اخراجات مہیا کئے جائین۔ مندرجہ ذیل اصحاب اُس کمیٹی کے ممبر ہین۔

پریسیڈنٹ } سیٹھ حاجی جان محمد یوسف اسکوایر جے۔ پی۔

وائس پریسیڈنٹ } خان بہادر قاضی شہاب الدین سی۔ آئی۔ ای۔ انریبل مسٹر فضل بھائی وسدم اور حاجی یوسف محمد سلیمان۔

ٹرسٹی } سیٹھ حاجی جان محمد یوسف۔ انریبل مسٹر فضل بھائی وسدم۔ حاجی یوسف محمد سلیمان۔ حاجی ہاشم بن عبداللہ صاحب نورانی۔ وحاجی ہاشم نورانی۔

سکرٹری } بدرالدین عبداللہ کُر۔ مہر علی و ہرم سائی۔

ممبر } موسیٰ طاہر یاٹو پان۔ حاجی عبدالرحمن قادیانی۔ حاجی سلیمان الیاس

حاجی آدم صدیق - ڈاؤد بھائی - موسیٰ بھائی سلیمان عبد الواحد - حاجی حمید

حاجی داؤد - حاجی عمر جمال - مولوی عبد القادر - حاجی نور محمد ابو خالد -

احمد بھائی حبیب بھائی - کریم بھائی ابراہیم - حاجی عبد اللہ عرب - حاجی یوسف

حاجی عبد الستار -

ہندوستان و برہما کے بڑے شہروں میں ماتحت کمیٹیاں مقرر کی گئی ہیں - اور مصر ترکی عرب کے واسطے انتظام در پیش ہے - یہ واقعات و حالات ناظرین کے ملاحظہ میں اسلئے پیش کئے گئے ہیں کہ امریکہ کی اسلامی انجمن سریع الزوال نہیں ہے اور یہ کام اسطرح سے نہیں شروع کیا گیا ہے کہ ایک یا دو سال کے اخیر تک کالعدم ہو جائے بلکہ اسکی بنیاد بہت مستحکم ہے اور اسکے مددگار صرف پُر جوش آدمی نہیں ہیں جو صرف اپنے عقیدہ میں اسلام کو مذہب حق سمجھتے ہیں بلکہ خواستگار ہیں اور اس قابل ہیں کہ اپنی دولت کو آزادی سے اس غرض کے ساتھ صرف کریں کہ حقانی نور نصف کرہ مغربی میں جلوہ افروز ہو جائے اونکا مقصد تکمیل وہ نہیں بلکہ ترغیب دینا ہے کہ ان لوگوں کے واسطے برادرانہ محبت کا داہنا ہاتھ وسیع کیا جائے جو اوسے گرفت کرنا چاہتے ہیں اور جو لوگ عرب کے الہامی پیغمبر کے تعلیم کردہ اصول کو سمجھیں گے -

تقریظ رشیقہ کاتب نادرہ نگار صاحب حسن خط سلمہم جناب مولوی سید محمد عبد الحکیم صاحب حکیم سابق سب انسپکٹر پولیس لکھنؤ ساکن قاسم گنج ضلع فرخ آباد

یہ رسالہ "اسلام" نام مجکو آپا دیکھنے میں حقیقت اسم بامسمیٰ ہے کیونکہ تائید حق کی غیبی تائید کا نمونہ ہے جسے ہمارے معزز ذی کمال برادر دینی مسٹر الگزینڈر رسل ویب صاحب نے ایک عرصہ کی تحقیقات کے بعد مشرف باسلام ہوکر اپنے ہموطنوں کی رہنمائی کے واسطے انگریزی میں لکھکر شائع کیا۔ تصنیف بحسن ایجاد سے اسکو وہ فصاحت و بلاغت عطا فرمائی ہے کہ اس مجموعہ ہیئت مبارکہ پر ایک طالب حق شیدا ہے۔ طرز تحریر وہ ڈھنگ ڈالا ہے کہ گویا فقرہ فقرہ سونے کے میں ڈھالا ہے۔ مصنف موصوف نے جودت طبع اتفاد سے جو کہ ہر شب چراغ مضامین حسنہ حروف کے دوائر کتاب کے ذریعے دکھلائے ہیں وہ انکی باعظمت تحقیقات اور سچی تلاش حق کی کامل دلیلیں ہیں۔ میں نے اس کتاب کو بالاستیعاب دیکھا واقعی احقاق حق میں مشرف صاحب نے نہایت عمدہ تہذیب کا طریقہ اختیار کیا ہے اور نہایت متانت سے پاک و مبارک اصول دین متین کو بارہ میں اہل کتاب اصطلاح کی ہے کہ فلسفیان یورپ نے گمراہیں گو یہ مختصر بیان اختصار کے ساتھ کیا ہے باہم وحدانیت خدا۔ رسالت مصطفیٰ۔ صوم۔ صلوٰۃ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ تعدد ازدواج کی نسبت وہ دندان شکن جواب دیے ہیں کہ مخالفین حق کے دل ہی جانتے ہونگے۔ یہ مختصر تحریر ایک غیر متعصب طالب حق کیواسطے مفصل کتاب ہے چونکہ یہ کتاب انگریزی زبان میں تھی جس سے بیشتر اہل اسلام ہند کو پورے طور سے لطف مسرت کے حصول میں ناکامی تھی اسلئے ہمارے ذی علم نوجوان ہمدرد قوم منشی سید محمد مرتضیٰ صاحب ڈپٹی انسپکٹر اسسٹنٹ مدارس نے بامحاورہ اردو میں ترجمہ فرما کر قوم کو شکرگزار کیا سبحان اللہ کیا زبان و بیان ہے۔ ہر ایک فقرہ پر جان و دل قربان ہے شیدائی ہیں مترجم صاحب کو مناسب ہے وہ داستان میں تو بیان ترجمہ میں نہایت کوشش کی ہے اس کتاب کے اتباع کی پوری پابندی کی ہے اور محاورات پاکیزہ اور الفاظ پسندیدہ کو بھی خوب طرح دکھایا ہے۔ غرض انکی کوشش میرے بیان کی محتاج نہیں ہے لہذا اب میں اپنی تحریر کو قطعہ تاریخ ذیل پر ختم کرتا ہوں۔ قطعہ

چھپ گئی وہ کتاب باتوقیر مرض شرک و کفر کھونے کو	جسکے مشتاق تھے امیر و غریب ہے یہ اک نسخہ طبیب لبیب	صاف اردو زبان ایسی ہے فکر تاریخ جب ہوئی مجکو	محو حیرت ہے جس پہ چشم ادیب عقل بولی کہ آئی حکیم ادیب
	لکھدی تاریخ ہجری و فصلی	بزم پیغمبری عجیب و غریب ۱۳۰۹ ۱۳۰۰	

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مرادآباد کی چھپی ہوئی ہے مہر مالک مطبع کی ثبت کی گئی۔

رقم محمد مشتاق احمد مہتمم